ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
18
9 تا 15 جمادی الاولیٰ 1430ھ/5 تا 11 مئی 2009ء

منصب خلافت اور اسلامی ریاست

خلافت کا لفظ عربی زبان میں نیابت کے لئے بولا جاتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے دُنیا میں انسان کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ زمین پر خدا کا نائب ہے، یعنی اس کے ملک میں اس کے دیئے ہوئے اختیارات استعمال کرتا ہے۔ آپ جب کسی شخص کو اپنی جائیداد کا انتظام سپرد کرتے ہیں تو لازماً آپ کے پیشِ نظر چار باتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جائیداد کے اصل مالک آپ خود ہیں نہ کہ وہ شخص۔ دوسرے یہ کہ آپ کی جائیداد میں اس شخص کو آپ کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق کام کرنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ اسے اپنے اختیارات کو ان حدود کے اندر استعمال کرنا چاہیے جو آپ نے اس کے لئے مقرر کر دی ہوں۔ چوتھے یہ کہ آپ کی جائیداد میں اسے آپ کا منشا پورا کرنا ہوگا نہ کہ اپنا۔ یہ چار شرطیں نیابت کے تصور میں شامل ہیں۔ اگر کوئی نائب ان چاروں شرطوں کو پورا نہ کرے تو آپ کہیں گے کہ وہ نیابت کے حدود سے تجاوز کر گیا...... ٹھیک یہی معنی ہیں جن میں اسلام انسان کو خدا کا خلیفہ قرار دیتا ہے اور اس خلافت کے تصور میں یہی چاروں شرطیں شامل ہیں۔ اسلامی نظریہ سیاسی کی رُو سے جو ریاست قائم ہوگی وہ دراصل خُدا کی حاکمیت کے تحت انسانی خلافت ہوگی، جسے خدا کے ملک میں اس کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق، اس کی مقرر کی ہوئی حدود کے اندر کام کر کے اس کا منشا پورا کرنا ہوگا......

اسلامی ریاست میں قانون سازی ان حدود کے اندر ہوگی جو شریعت میں مقرر کی گئی ہیں۔ خدا اور رسولؐ کے واضح احکام صرف اطاعت کے لئے ہیں، کوئی مجلس قانون ساز ان میں ردّ و بدل نہیں کر سکتی۔ رہے وہ احکام جن میں دو یا زیادہ تعبیریں ممکن ہیں تو اُن میں شریعت کا منشا معلوم کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو شریعت کا علم رکھتے ہوں۔ اس کے بعد ایک وسیع میدان ان معاملات کا ہے جن میں شریعت نے کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ ایسے تمام معاملات میں مجلس شوریٰ قوانین بنانے کے لئے آزاد ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اس شمارے میں

خودکشی یا شہادت!

نفاذِ شریعت آپشنل نہیں......

نظامِ عدل، آئین پاکستان اور مخالفانہ ردعمل

پرانی فوج، نیا محاذ

ملی مجلس شرعی کا ہنگامی اجلاس

پاکستان معجزے کا منتظر ہے، لیکن......

چلو یوں ہی سہی

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (370)

سورۃ الاعراف

(آیات:128تا130)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۗ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝﴾

”موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو زمین تو اللہ کی ہے۔ اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے اور آخر بھلا تو ڈرنے والوں کا ہے۔ وہ بولے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں اور آنے کے بعد بھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنائے، پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اور ہم نے فرعونیوں کو قحطوں اور میووں کے نقصان میں پکڑا تاکہ نصیحت حاصل کریں۔“

بنی اسرائیل پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا، اب اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو۔ زمین تو اللہ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، لیکن انجام تو پرہیز گاروں ہی کا اچھا ہوگا۔ تمہیں پہلے بھی تکلیفیں آ رہی تھیں جو تمہارے لئے آزمائش تھیں اور اب پھر یہ بہت بڑی آزمائش ہے کہ تمہارے بیٹوں کو قتل کیا جائے گا اور بیٹیوں کو زندہ رکھا جائے گا، لیکن صبر کرو۔ اس پر وہ بڑی بے بسی کے عالم میں کہتے، اے موسیٰؑ! ہمیں تو تمہارے آنے سے پہلے بھی ایذائیں پہنچ رہی تھیں اور تمہارے آنے کے بعد بھی ہمارے حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو پائی۔ ہم تو بدستور سختیاں جھیل رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا، گھبراؤ نہیں، ہو سکتا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور پھر تمہیں زمین میں خلافت عطا کر دے، تم اُن کے جانشین ہو جاؤ اور اقتدار اور حکومت تمہیں مل جائے، پھر وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ پیچھے ذکر ہوا کہ فرعون بے اولاد تھا۔ دراصل جس فرعون کے زمانے میں موسیٰ علیہ السلام بچے کی حیثیت سے دریائے نیل سے باہر نکالے گئے تھے اور جس کی گود میں وہ پلے بڑھے تھے، وہ فرعون رعمیسس اوّل تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے محل میں آنے تک واقعی اُس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ بعد میں اللہ نے اُسے ایک بیٹا دیا، جو اب جوان تھا۔ یہ وہ بیٹا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بالکل بھائیوں کی طرح محل میں پلا بڑھا تھا۔ گویا موسیٰ علیہ السلام کی حیثیت اُس کے لئے بڑے بھائی کی تھی، لہٰذا اس کے دل میں اُن کی محبت تھی اور اُس بوڑھے فرعون کو بھی آپ سے محبت تھی، جس کے ہاں آپؑ نے پرورش پائی تھی۔ بوڑھے فرعون نے اپنی زندگی میں ہی تخت سے دستبرداری اختیار کی اور امور سلطنت اپنے اس بیٹے کو تفویض کر دیے۔ موسیٰ علیہ السلام جب نبوت سے سرفراز ہو کر مصر واپس آئے تو اس وقت یہی فرعون (رعمیسس دوم) بادشاہ تھا۔ اس کے دل میں بھی موسیٰ علیہ السلام کی محبت تھی، لہٰذا اس نے موسیٰؑ کے قتل سے گریز کیا۔

یہاں ایک اور وضاحت بھی ضروری ہے جو مسلمانان پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ آیت 129 میں فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تمہیں زمین میں خلافت عطا کرے اور پھر دیکھے، تم کیسے عمل کرتے ہو۔ دیکھئے! تحریک پاکستان چلی۔ مسلمانوں نے سوچا کہ متحدہ ہندوستان اگر ایک وحدت کی حیثیت سے آزاد ہو تو کثرت آبادی کی وجہ سے ہندو ہمیشہ ہم پر غالب رہیں گے، کیونکہ جدید دنیا کا جمہوری اصول one man one vote ہے۔ اس طرح ہندو ہمیں دبا لیں گے، ہماری تہذیب و تمدن، مذہب، عقیدہ اور زبان ہر چیز کو برباد کر دیں گے۔ اللہ نے اپنی خصوصی تائید سے تحریک پاکستان کو کامیاب کیا اور ہمیں زمین کے ایک خطے میں اقتدار مل گیا۔ ﴿فینظر کیف تعملون﴾ پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسا طرز عمل اختیار کرتے ہو۔ واقعتاً اللہ کے بندے بنتے ہو اور اللہ ہی کی حکومت قائم کرتے ہو یا اقتدار ملتے ہی حکومت کا نظام اپنی خواہشات کے مطابق چلاتے ہو۔ اب دیکھئے کہ مسلمانان پاکستان نے پاکستان میں قرآن و سنت کا نظام نافذ کیا ہے یا اپنی مرضی کے قوانین بنائے ہیں۔ تو اللہ دیکھ رہا ہے، تم کیسے عمل کرتے ہو۔

جو قانون سورۃ الانعام اور اس سورت میں بھی آیا، وہی یہاں Apply ہو رہا ہے کہ آل فرعون کو موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغام پہنچا رہے تھے، اس دوران اللہ نے قوم فرعون پر بہت سے چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجنے شروع کر دیے، تاکہ وہ ہوش میں آئیں اور جاگیں۔ اور بے شک ہم نے آل فرعون کو بار بار کے قحط میں گرفتار کیا، ان کی فصلیں تباہ ہوئیں، شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

نقل اتارنا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أُحِبُّ أَنِّيْ حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا۔))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں پسند نہ کروں گا کہ کسی کی نقل اتاروں خواہ مجھے اتنا اور اتنا معاوضہ مل جائے۔“ (رواہ الترمذی)

تشریح: دوسروں کی نقلیں اتارنا خواہ تفریح طبع کے لئے ہو یا تضحیک اور رسوائی کے لئے، انتہائی مذموم اور انسانیت سے گری ہوئی بات ہے۔ اس سے نہ صرف دوسرے کی توہین ہوتی ہے بلکہ نقل اتارنے والا خود بھی اپنے آپ کو دوسروں کی نگاہوں میں گرا لیتا ہے۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد	9 تا 15 جمادی الاولیٰ 1430ھ	شمارہ
18	5 تا 11 مئی 2009ء	18

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیرِ مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعدؔ طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 5869501-03
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان

انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خودکُشی یا شہادت

بہادر اور جری انسان سینے پر زخم کھاتا ہے اور مر کر بھی زندہ رہتا ہے، دشمن کے دل میں خوف بن کر اور دوست کے سینے میں آرزو بن کر، جبکہ بزدل اور دنیا کا حریص مرمریں محل میں اپنے سائے سے خوف کھاتے ہوئے زندگی گزارتا ہے اور موت کے بعد گالی بن جاتا ہے۔ کہتے ہیں، جب ٹیپو سلطان شہید ہوگیا، مسلمانوں کی فوج کو شکست ہوگئی، سلطان کی نشان دہی ہوگئی تو کچھ دیر تک انگریز جرنیل اُس کی لاش کے قریب جانے سے گریزاں رہا۔ اُس پر انجانا خوف طاری رہا، پھر وہ اُس کے قریب گیا اور نعرہ لگایا ''Now we have won India'' دوسرا کردار میر صادق کا ہے جس کا نام آتے ہی ذہن میں ننگ دین، ننگِ ملت، ننگِ وطن کے الفاظ گونجنے لگتے ہیں۔ پاکستان کی فوج اللہ کے فضل و کرم سے بہادر اور جری بھی ہے اور محبِ وطن بھی، البتہ اُسے میر صادقوں اور میر جعفروں سے خود کو محفوظ رکھنا ہوگا۔ بہادر شخص وہ ہوتا ہے جس کے دل میں دشمن کی قوت کا خوف نہیں ہوتا، اپنے مشن پر غیر متزلزل ایمان ہوتا ہے اور اپنے ہدف کے بارے میں وہ کسی شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہوتا، البتہ حکمت اُس کا بہترین ہتھیار ہوتا ہے۔ یہ حکمت دودھاری تلوار ہے۔ ماڈرن امیر صادق اور میر جعفر اِس حکمت کی کھینچ تان کرتے ہیں۔ مصلحت پسندی، عملیت پسندی اور زمینی حقائق کے نام سے لمبی چوڑی تقریروں اور تحریروں سے حکمت کو زنگ آلود کر دیتے ہیں۔ محافظانِ پاکستان کو ظاہری اور باہری دشمنوں کے ساتھ ساتھ اِن دشمنوں پر بھی نگاہ رکھنا ہوگی، جنھوں نے دشمن کی تباہ کن قوت، ہیبت اور طاقت کی اتنی ہاہا کار مچائی ہوئی ہے اور اپنی کمزوری اور کمتری کا اتنا واویلا کیا ہوا ہے جس کا اِس کے سوا کچھ اور مطلب نہیں کہ جان کی امان چاہتے ہو تو جھک جاؤ، سربسجود ہو جاؤ امریکہ کے آگے ورنہ مارے جاؤ گے، تباہ ہو جاؤ گے، امریکہ تورا بورا بنا دے گا۔ بچو، ڈرو، یہی حل ہے، یہی راستہ ہے۔

ہم نے کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ امریکہ بھارت یا کسی بھی دشمن ملک سے جنگ مول لے لو۔ ہمارا مطالبہ ہمیشہ یہ رہا ہے، کوئی ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے، ہمیں ڈکٹیٹ نہ کیا جائے، ہمیں مسلمان بھائیوں سے لڑنے پر مجبور نہ کیا جائے اور خطے کے معاملات طے کرنے کا حق صرف خطے کے ممالک کو حاصل ہونا چاہیے۔ ہم امریکہ کے خلاف نہیں، امریکہ کے دباؤ کے خلاف لڑنے کے حق میں ہیں اور اِس کے جو بھی نتائج نکلیں اُن کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اِس لیے کہ امریکہ اپنے دباؤ سے ہمیں خودکشی پر مجبور کر رہا ہے اور ہمیں اگر مرنا ہی ہے تو خودکشی کی حرام موت کیوں قبول کریں، شہادت کی موت کو گلے کیوں نہ لگائیں۔ امریکہ پاکستان پر الزامات کی بوچھاڑ کرتا ہے کہ پاکستان سے افغانستان میں مداخلت ہو رہی ہے اور یہ ہمارا اتنا بڑا جرم ہے کہ وہ کسی صورت معاف نہیں کرے گا، لیکن بھارت شمالی افغانستان میں اپنے قونصل خانوں کے ذریعے پاکستان میں جو مسلح مداخلت کر رہا ہے اُس سے چشم پوشی کرتا ہے۔ بھارت کی بلوچستان میں مداخلت بھی اب کوئی راز نہیں رہی۔ اِس مداخلت کے ڈاکومنٹری ثبوت امریکہ اور بھارت کو فراہم کیے جا چکے ہیں۔ کچھ مقامی لوگوں کے تعاون سے وہ کراچی میں فسادات کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ ہنگاموں میں ایک ایک دن میں درجنوں افراد ہلاک اور گاڑیاں تباہ ہو رہی ہیں۔ مارکیٹیں کئی کئی دن بند رہتی ہیں اور یہ منی پاکستان جو پاکستان کی اقتصادی شاہ رگ ہے، اسے اقتصادی لحاظ سے کچلنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ کوئی بھی شخص جو اپنی کھوپڑی میں بھوسے کے سوا کچھ رکھتا ہے اور جس کے دل میں رائی برابر بھی پاکستان کا درد ہے وہ فوری طور پر اِس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ امریکہ ہمیں خودکشی کی طرف دھکیل رہا ہے۔ یہ سوچ کہ خوشامد اور منت ترلا سے جو وقت گزر جائے وہی غنیمت ہے، شاید کل کلاں امریکہ کا دل پسیج جائے اور ہم زندہ بچ جائیں، لہٰذا وقت خریدنا محفوظ اور بہتر پالیسی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ محض بیمار سوچ ہے۔ یہ ضمیر کے مردہ ہونے کا ثبوت ہے۔ یہ خود فریبی ہے۔ یہ ڈربے کی اُس مرغی کی سوچ ہے جو کہتی ہے قصاب نے میری ساتھی مرغی کو ذبح کر دیا ہے، مجھے نہیں کرے گا، یا مجھ تک پہنچتے پہنچتے اُس کا ذبح کرنے والا ہاتھ خود بخود شل ہو جائے گا۔ یہ اُس کبوتر کا رویہ ہے جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور خود کو محفوظ سمجھتا ہے۔ عقل کے اندھے یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ بھارت امریکہ کی سرپرستی میں افغانستان کے علاوہ وسطی ایشیا کے ممالک میں اڈے قائم کیوں کر رہا ہے۔ کیا بنیا اتنی رقم کسی شغل کے طور پر خرچ کر رہا ہے۔ ظاہر ہے، پاکستان کو چاروں طرف سے گھیرنا مقصود ہے۔ دوسری طرف اسرائیل جو امریکہ کا مائی باپ ہے، اُس نے امریکہ کی کنپٹی پر گن رکھی ہوئی ہے کہ جلد از جلد پاکستان کے ایٹمی اسلحے کو تباہ کر دو یا کنٹرول کرو کیونکہ تل ابیب اب اُس کے میزائل کی رینج میں ہے۔ اس سارے پس منظر میں جو اصحاب یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ کی منت سماجت سے پاکستان کو محفوظ بنایا جا سکتا ہے، اُن کی عقل پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق موجودہ سیاسی حکومت سے بھی امریکہ مایوس ہو گیا ہے، اس لیے کہ امریکہ کا دم بھرنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اُسے کچھ نہ کچھ عوامی امنگوں کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اب وہ پھر کسی آمر کی تلاش میں ہے جس کی پشت پر عوامی حمایت نہ ہو اور اُسے روبوٹ کی طرح استعمال کیا جا سکے۔

تمام مقتدر حلقوں کو جان لینا چاہیے کہ امریکہ ہمیں دیوار سے لگا رہا ہے اور خودکشی پر مجبور کر رہا ہے۔ ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا موت خودکشی کی بہتر ہے یا شہادت کی۔ ڈٹ جانے کی صورت میں جہاں شہادت کی موت متوقع ہے وہاں یہ بھی ممکن ہے کہ ہم بچ نکلیں اور پھر کٹھالی سے نکلے ہوئے سونے کی طرح ہماری چمک دمک انسانیت کی آنکھوں کو خیرہ کر دے، ہم ظلم اور جبر کے پہاڑوں کو عدل کے ڈائنامٹ سے ریزہ ریزہ کر دیں۔ آخر امریکہ 8 سالوں میں افغانستان جیسے انتہائی پسماندہ ملک پر بھی اپنا قبضہ مستحکم تو نہیں کر سکا، بلکہ یہ واویلا اِس لیے بھی ہے امریکہ چاہتا ہے کہ اس کی چاکلیٹ آرمی کو افغانستان جیت کر دیا جائے۔ خوفزدہ صحافت اور کانپتے ہوئے مشیروں کی خدمت میں عرض ہے کہ جہاں تک زمینی فوج داخل کرنے کا تعلق ہے عراق اور افغانستان کے تجربے کے بعد امریکہ تا قیامت کہیں زمینی فوج داخل نہیں کرے گا، البتہ فضائی حملوں سے تباہی مچا سکتا ہے۔ یہ مسئلہ بھی ہمارے لیے امریکہ بھارت اتحاد نے آسان کر دیا ہے۔ ایک زمانے میں جب ضیاء الحق کے دور میں اسرائیل نے کہوٹہ پر حملہ کی کوشش کی تھی، ہمارے میزائل کی رینج اُس وقت اسرائیل تک نہیں تھی تو ضیاء الحق نے سفارتی ذرائع سے دنیا کو انتباہ کیا تھا کہ ہمارا حقیقی دشمن بھارت ہے، ہم نہیں جانتے کہ ہم پر کس طرف سے حملہ ہوگا، ہم جواب بھارت کو دیں گے۔ یہ پالیسی بنائی گئی تو بھارت پاکستان کی حفاظت پر مجبور ہوگا۔ اگر اللہ بھٹو کے ذریعے شراب کو غیر قانونی قرار دلوا سکتا ہے اور اے این پی کے ذریعے شرعی ریگولیشن صوبہ سرحد میں نافذ کروا رہا ہے تو وہ بھارت کے ذریعے پاکستان کی حفاظت کیوں نہیں کرا سکتا۔ ضرورت ہے اللہ کا نام لے کر ڈٹ جانے کی، کیونکہ خودکشی حرام موت ہے اور شہادت ایک اعزاز ہے۔

شیخِ مکتب سے

[بالِ جبریل]

شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر
جس کی صنعت ہے روحِ انسانی
نکتۂ دلپذیر تیرے لیے
کہہ گیا ہے حکیم قاآنی
"پیشِ خورشید برمکش دیوار
خواہی ار صحنِ خانہ نورانی"

اِس مختصر نظم کی اساس فارسی کے بلند پایہ شاعر اور فلسفی حکیم قاآنی کے ایک شعر پر قائم ہے۔ فرماتے ہیں کہ مدرسے کا استاد تو معمار کی حیثیت رکھتا ہے جو اپنے طلبہ کی روحانی و ذہنی تربیت کرتا ہے۔ اپنے علم و دانش کے ذریعے وہ طلبہ کی ذہنی سطح بلند کرتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے، جس کو حکیم قاآنی نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے کہ ہر پڑھنے والا اُس سے استفادہ کر سکے۔

حکیم قاآنی نے فرمایا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے گھر کا صحن سورج کی روشنی سے منور ہو جائے تو اپنے صحن اور سورج کے درمیان کوئی دیوار کھڑی نہ کرو۔ یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ نوجوانوں کے قلوب و اذہان اسلام کے نُور سے منور ہو جائیں اور اُن کے سینوں میں عشقِ رسول ﷺ کی آگ روشن ہو جائے تو نوجوانانِ ملت اور قرآنِ حکیم کے درمیان کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہونے دو، اور اگر رکاوٹ پیدا ہو گئی ہو تو اُسے دور کر دو۔

بقیہ: خطاب جمعہ

میں سخت وعید آئی ہے۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا:

"اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔" (آیت:44)

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: "ما انزل اللہ" کے موافق حکم نہ کرنے سے غالباً یہ مراد ہو کہ منصوص حکم کے وجود ہی سے انکار کر دے اور اُس کی جگہ دوسرے احکام اپنی رائے اور خواہش سے تصنیف کر لے، جیسا کہ یہود نے حکم "رجم" کے متعلق کیا تھا۔ تو ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر مراد یہ ہو کہ "ما انزل اللہ" کو عقیدۃً صحیح مان کر پھر فیصلہ عملاً اس کے خلاف کرے تو کافر سے مراد عملی کافر ہوگا، یعنی اُس کی عملی حالت کافروں جیسی ہوگی۔"

اسی سلسلہ کلام میں آگے چل کر فرمایا گیا کہ اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے ظالم اور فاسق ہیں۔ آج جو لوگ ظالمانہ نظام کو جاری رکھنے پر مصر ہیں اور اسلامی شریعت کے نفاذ پر آمادہ نہیں انہیں جان لینا چاہیے کہ وہ اللہ کے باغی اور سرکش ہیں۔ نفاذ شریعت کا معاملہ اُن کی مرضی اور Choice پر منحصر نہیں، بلکہ یہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ نظامِ شریعت کی مخالفت کر کے وہ اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دیں۔ (تلخیص: محبوب الحق عاجز)

نفاذِ شریعت آپشنل نہیں،

ایمان کا لازمی تقاضا ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 17 اپریل 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات محترم! گزشتہ دنوں سوات میں نظام عدل ریگولیشن کی منظوری انتہائی اہم واقعہ ہے۔ اِس معاہدے پر خصوصی طور پر مولانا صوفی محمد، اُن کی تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ اور اہل علاقہ مبارکباد کے مستحق ہیں، جو عرصہ دراز سے نفاذ شریعت کی تحریک چلا رہے تھے۔ اے این پی کی صوبائی حکومت بھی لائق مبارکباد ہے کہ اس نے سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پورے خلوص واخلاص کے ساتھ ایک جائز اور دیرینہ عوامی مطالبہ کو منوانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ ہماری قومی اسمبلی نے اِس کے حق میں قرارداد منظور کی، اِس پر وہ بھی مبارکباد کی مستحق ہے۔ ہم صدر مملکت آصف علی زرداری کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہیں، جنہوں نے اگرچہ معاہدے پر دستخط کرنے میں تاخیر کی، تاہم عالمی قوتوں کے دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بالآخر اس پر دستخط کر دیئے۔

اسلام دشمن عالمی قوتوں کے پیٹ میں مروڑ اُٹھ رہے ہیں کہ شریعت کیوں نافذ ہوگئی۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

اندرون ملک اگرچہ تقریباً تمام سیاسی پارٹیوں نے اِس معاہدے کا خیر مقدم کیا اور اِسے خوش آئند قرار دیا، تاہم سیکولر اور لبرل طبقات کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔ بہت سے تجزیہ نگار بالخصوص انگلش پریس اِس پر تنقید کر رہا ہے۔ سیاسی جماعتوں میں سے ایم کیو ایم اِس پر سخت پریشان ہے۔ اُس کے قائد الطاف حسین جو برطانیہ میں رہ کر اپنی سیاست کر رہے ہیں، پر تو غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اور اُن کی راتوں کی نیند حرام ہو چکی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اِس معاہدے سے ملک کے حصے بخرے ہونے کا عمل شروع ہو جائے گا۔

مقام افسوس ہے کہ قیام پاکستان کے بعد باسٹھ برس کا طویل عرصہ گزر چکا ہے، مگر تاحال اِس ملک میں نظام شریعت نافذ نہیں ہو سکا، جو ملک کی اصل بنیاد تھا۔ اِس اعتبار سے دیکھا جائے تو بلاخوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم ایک "ناکام قوم" ثابت ہوئے ہیں۔ بیرونی دنیا تو ہمیں معاشی اور سیاسی حوالوں سے "فیلڈ سٹیٹ" قرار دیتی ہے۔ مثال کے طور پر ہم ابھی تک معاشی طور پر اپنے قدموں پر کھڑے نہ ہو سکے۔ اکثر و بیشتر ہمارا شمار کرپٹ ممالک کی فہرست میں ٹاپ ٹین میں ہوتا ہے۔ ہمارا ملک اپنی عمر کے بیش تر حصے میں فوجی مارشل لاؤں کے نرغے میں رہا ہے۔ ہم پانی و بجلی کے بحرانوں کا شکار چلے آ رہے ہیں وغیرہ۔ ہمارے مقابلے میں ہمارا پڑوسی بھارت ہم سے بہت بہتر پوزیشن میں دکھائی دیتا ہے، بلکہ علاقے کی سپر پاور بن گیا ہے۔ دنیا جس نقطہ نظر سے ہمیں "فیلڈ نیشن" قرار دیتی ہے، اس حوالے سے بھی ہماری حالت بہت خراب ہے، خواہ یہ بات ہم لوگوں کو کتنی ہی بُری لگے۔ تاہم نظریاتی حوالے سے تو یہ بات پورے طور پر ہم پر منطبق ہوتی ہے۔ اگر اسلام کے نام پر ملک حاصل کر کے ہم نے باسٹھ سالوں میں یہاں اسلام نافذ نہیں کر سکے تو ہم سے زیادہ "ناکام قوم" اور کون ہو سکتی ہے۔ یہ ستم ظریفی ہے کہ ہم پورے ملک میں تو نظام شریعت نافذ کر نہ سکے، اب جبکہ سوات معاہدہ سے ایک اچھا آغاز تو ہوا ہے، تو بجائے اِس کے کہ ہم اِس معاہدے کو بھرپور طور پر سپورٹ کریں، نفاذ شریعت کے خلاف آوازیں اٹھنا شروع ہو گئیں۔ نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر جناب مجید نظامی نے اپنے اداریے میں بہت ایمان افروز بات کہی ہے کہ جن لوگوں کو شریعت پسند نہیں، وہ بھارت چلے جائیں، وہ پاکستان میں کیا لینے آئے ہیں۔ پاکستان تو بنا ہی نفاذ اسلام کے لئے تھا۔

سات سمندر پار بیٹھے الطاف حسین نے در فنطنی چھوڑی ہے کہ نظام عدل ریگولیشن سے ملک ٹوٹ جائے گا۔ کیا خوب تجزیہ ہے!!! حقیقت تو یہ ہے کہ نظام عدل سے ملک ٹوٹے گا نہیں، بلکہ مستحکم ہوگا۔ پاکستان آج تک جس سیاسی عدم استحکام کا شکار چلا آ رہا ہے، جن معاشی مشکلات سے دوچار ہے، اُس کی بنیادی وجہ ہی یہ ہے کہ ہم اپنے اصل نظریے یعنی اسلام سے انحراف کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم اسلامی نظام نافذ نہیں کر سکے، اِسی لئے آج ہمارے دشمن، ملک ٹوٹنے کی پیشین گوئیاں کر رہے ہیں، ساری عالمی طاقتیں پاکستان توڑنے کے درپے ہو گئی ہیں۔ بلوچستان میں سازشیں عروج پر پہنچ گئی ہیں۔ آج ہماری نالائقیوں کے سبب ملک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اِس صورتحال کا علاج یہ ہے کہ یہاں اسلام نافذ کیا جائے۔ سوات کے بعد آپ پورے ملک میں شریعت نافذ کر دیں۔ شریعت کے نفاذ سے یہ ملک مضبوط اور مستحکم ہوگا۔ اسلام اِس ملک کی بنیاد ہے، آپ جس قدر ملک کی بنیاد کو مضبوط کریں گے، یہ ملک اُسی قدر مضبوط ہوگا، اسی قدر اس کی سالمیت کا تحفظ یقینی ہوگا۔ اس کے برعکس اگر نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں کو گولیوں سے بھوننے کی کوششیں جاری رہیں، انہیں گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے نشانہ بنایا جاتا رہا، گولہ باری کر کے اُن کے گھروں کی مسماری کا سلسلہ جاری رہا، تو اگر آپ نفاذ شریعت کے پراسیس کو روک بھی لیں مگر پاکستان کو ٹوٹنے سے ہرگز نہیں بچا سکیں گے۔ یہ راستہ تو ملک توڑنے کا ہے، جس پر ہمارا دشمن عمل پیرا ہے۔ امریکہ ہم پر ڈرون حملے کر رہا ہے، وہ فوج اور عوام کو لڑا رہا ہے۔ اِس کے پیش نظر یہی بات ہے کہ اس ملک کو توڑ دیا جائے۔ نفاذ شریعت اور ڈائیلاگ کا راستہ تو ملک توڑنے کے امریکی و صیہونی ایجنڈے کی نفی ہے، جسے وہ کسی صورت گوارا نہیں کر سکتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا قیام بھی معجزانہ طور پر عمل میں آیا تھا، اور اللہ نے ہر موقع پر ملک کو درپیش سنگین خطرات سے بھی اپنی خصوصی نصرت اور تائید سے نکالا ہے۔ اِس وقت بھی یہی صورتحال ہے۔ چیف جسٹس کی بحالی اور سوات امن معاہدہ امید کی ایسی کرنیں ہیں جن سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ابھی مزید مہلت دے رہا ہے، تاکہ جس مقصد کے لئے ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا، ہم اُس کی طرف لوٹ آئیں، اِس ملک کو اسلامی نظام کا رول ماڈل بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔

نظام عدل معاہدے پر ایک بہت بڑا اعتراض یہ کیا جارہا ہے کہ یہ متوازی عدالتی نظام ہے۔ ملک میں دو عدالتی نظام کیسے چلے گا۔ یہ اعتراض بے بنیاد ہے اس لئے کہ ملک میں پہلے بھی دو عدالتی نظام چل رہے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف عام ریگولر جوڈیشری سسٹم ہے اور دوسری طرف فیڈرل شریعت کورٹ! اسی طرح فاٹا کے عدالتی قوانین باقی ملک سے مختلف ہیں۔ وہاں جرگہ اور ملک فیصلے کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ ملک میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتیں بھی عام عدالتی سسٹم سے ہٹ کر چل رہی ہیں۔ اگر ان سب پر اعتراض نہیں کیا جاتا تو نفاذ شریعت پر اعتراضات کیوں کئے جارہے ہیں؟ شریعت نافذ کرنے سے کوئی قیامت نہیں آجائے گی۔ بجائے اس کے کہ یہ مطالبہ کیا جائے کہ سوات کی طرح پورے ملک میں شریعت نافذ کی جائے، اس کی مخالفت چہ معنی دارد؟ شریعت ہی تو ہمارا اصل اثاثہ، ہماری شناخت اور پہچان ہے۔

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

نفاذ شریعت کے حوالے سے ایک اہم سوال یہ ہے کہ آیا یہ اختیاری معاملہ ہے یا لازمی، کیا اللہ نے ہمیں چھوٹ دے رکھی ہے کہ ہم چاہیں تو شریعت نافذ کریں اور نہ چاہیں تو نافذ نہ کریں۔ اصولی طور پر یہ جان لیجئے کہ مسلمان وہ ہے جو کائنات کی ابدی حقیقت خالق و مالک شہنشاہ ارض و سماوات کو اپنا رب مانے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے، اور آپؐ کے ذریعے اللہ نے نوع انسانی جو آسمانی ہدایت عطا فرمائی ہے اس پر بھی ایمان رکھے، اور یقین رکھے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت میرے لئے زندگی گزارنے کا لائحہ عمل ہے، اسی کے مطابق زندگی بسر کرنا ضروری ہے......

انسان کا مقصد تخلیق ہی بندگی ہے۔ اللہ کا انسان سے واحد مطالبہ یہ ہے کہ وہ اُس کا بندہ بن کر رہے۔ سورۃ الذاریات میں فرمایا:

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں۔ اللہ ہی تو رزق دینے والا زور آور اور مضبوط ہے۔"
(آیات:56تا58)

انسان کا کام یہ ہے کہ اپنے منصب کو پہچانے۔ وہ اللہ کا بندہ اور غلام ہے، اُسے چاہیے کہ اپنے آقا کا وفادار بن کر رہے، اُس کی مرضی کے مطابق چلے، اُس کے ہر حکم کو واجب التعمیل سمجھے، اپنی زندگی کے ہر ہر قدم پر اس کی منشا اور مرضی کا خیال رکھے۔ یہ بندگی کا انفرادی تقاضا ہے، بندگی کا اجتماعی تقاضا یہ ہے کہ اللہ کا قانون اللہ کی زمین پر نافذ کیا جائے۔ انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے، یہ اُس کی نیابت کا تقاضا ہے۔ اگر وہ زمین پر اللہ کے حکم کی بجائے اپنا قانون نافذ کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور غداری ہے۔ تصور خلافت کو آپ ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔ جس زمانے میں برصغیر پاک و ہند برطانیہ کے زیر تسلط تھا ملکہ برطانیہ یہاں کے انتظام و انصرام کے لئے اپنا ایک نمائندہ بھیجتی تھی، جو وائسرائے کہلاتا تھا۔ وائسرائے کا کام رومن لاء کو یہاں نافذ کرنا ہوتا تھا۔ اُس کو یہ اختیار حاصل نہیں تھا کہ اُس کے برعکس اپنی مرضی کا قانون یہاں نافذ کر دے۔ ذرا سوچئے، اگر وائسرائے یہ کہتا کہ میں ملکہ برطانیہ کو تو مانتا ہوں، اُس کی وفاداری کا اعلان بھی کرتا ہوں، مگر اُس کا قانون یہاں نافذ نہیں کروں گا، قانون میری مرضی کا چلے گا، تو اُس کی روش کو کیا کہا جاتا۔ ظاہر ہے، یہ روش غداری کے مترادف ہوتی۔ ہمارا معاملہ بھی یہی ہے کہ ہم اللہ کو اپنا رب مانتے ہیں، مگر اللہ کی طرف سے جو ہدایات آئی ہیں، اُن کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اللہ کے قانون و شریعت کو نافذ کرنے کو تیار نہیں۔ یاد رکھئے، جو شخص بھی یہ روش اپنائے گا وہ اللہ کا باغی ہے، وہ ہرگز اللہ کا وفادار نہیں، بلکہ غدار ہے۔ شریعت آپشنل معاملہ نہیں کہ نافذ کر دی تو بھی ٹھیک ہے، نہ کی پھر بھی کوئی حرج نہیں بلکہ نفاذ شریعت ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ اگر ہم یہ تقاضا پورا نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ سے بغاوت کر رہے ہیں۔ زبانی کلامی تو مسلمان ہیں، مگر اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اللہ کو حکمران تسلیم نہیں کرتے، اُس کے ضابطے پر چلنے کو تیار نہیں۔ ظاہر ہے جب ہم اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر شیطان کا راستہ اختیار کر رہے ہیں جو اللہ کا باغی اور انسانوں کا دشمن ہے اور اُس کی شیطانی تہذیب کو اپنا رہے ہیں، اُس کو ترقی دے رہے ہیں۔ تو پھر اللہ کی نگاہ میں مجرم ہی قرار پائیں گے، وفادار تو نہیں کہلائیں گے۔

اس بات کو تو ہم مانتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے اور غلام ہیں، اور ہم ہر نماز میں یہ کہہ کر بندگی کا عہد تازہ بھی کرتے ہیں کہ ﴿ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ﴾ "(اے اللہ) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں (اور کریں گے) اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (اور مانگیں گے)" لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ رب کی مرضی اور منشا کی ہمیں کوئی پروا نہیں۔ شریعت نے انفرادی زندگی کے لئے جو لائحہ عمل دیا ہے ہم نہ تو اُسے اپناتے ہیں اور نہ اجتماعی حیات کے لئے اللہ کے عطا کردہ قانون کو اختیار کرتے ہیں، بلکہ ہر دونوں میدانوں میں احکامات الٰہی کو پامال کر رہے ہیں۔ ہم نے آسمانی ہدایت کو لپیٹ کر جزدان میں رکھ چھوڑا ہے۔ ہم نے آیات قرآنی کا ایک ہی مصرف سمجھ رکھا ہے کہ مرتے وقت آدمی کو یٰسین پڑھ کر سنا دو، تاکہ جان آسانی سے نکل

پریس ریلیز | **27 اپریل 2009ء**

دشمن سوات امن معاہدے کو سبوتاژ کرنا اور فوج اور عوام کو لڑا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے

حافظ عاکف سعید

دشمن سوات معاہدے کو سبوتاژ کرنے میں کامیاب ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ لوئر دیر میں ایف سی کے آپریشن پر صوفی محمد یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فورسز کے کسی قافلے پر اگر حملہ ہوا بھی تھا تو یہ چیک کرنے کی ضرورت تھی کہ یہ کس کی کارروائی ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ یقیناً ان تخریب کاروں کا کام ہو سکتا ہے جو را، خاد اور موساد افغانستان سے پاکستان میں داخل کر کے کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دشمن اس معاہدے سے امن قائم ہو جانے پر تلملا رہا تھا اور اُس کی پوری کوشش تھی کہ وہ کسی طرح اس معاہدے کو ختم کروا کر سوات کے امن و امان کو تہہ و بالا کر دیں اور پاکستانی فورسز اپنے ہی شہریوں کو ہلاک کرنے کا عمل دوبارہ شروع کر دیں، تاکہ وہ فوج اور عوام میں دوبارہ نفرت پیدا کر کے اپنا اُلّو سیدھا کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم دشمن کی چال کو سمجھنے میں ناکام رہے تو مسلمان کا مسلمان کے ہاتھوں خون بہتا رہے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

جائے اور اُس کے مرنے کے بعد ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کر لو اور بس! گویا قرآن نسخۂ موت ہے، معاذ اللہ اِس کا زندوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے عمل سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ قرآن وسنت پر مبنی نظامِ زندگی اور قانونِ شریعت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارا پیٹ بھرتا رہے، ہمارے اللّلے تلّلے جاری رہیں، قوم کے سر پر ظالمانہ نظام مسلط ہے تو ہوتا رہے، لوگ غربت وافلاس اور بھوک سے خودکشیاں کرتے ہیں تو یہ ہمارا مسئلہ نہیں، ملک میں رشوت کا بازار گرم ہے، سود خوری کا سکہ رائج ہے، قانون دوہرے معیار اپناتا ہے، جاگیردار اور وڈیرے کسان اور ہاریوں پر ظلم کرتے ہیں، تو یہ سب کچھ ہوتا رہے، ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ ہماری عیاشیاں جاری رہنی چاہئیں، اسلامی نظام سے ہمیں کوئی سروکار نہیں...... اگر کسی کے ہاں یہ اندازِ فکر ہے اور پھر دعویٰ مسلمانی بھی ہے، تو یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 9 میں فرمایا کہ "یہ (اپنے پندار میں) اللہ کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے اور اس سے بے خبر ہیں۔"

اگر اللہ کے بندے ہو، اگر ایمان کا دعویٰ ہے تو یہ ایمان کا اولین تقاضا ہے کہ اُس کے قانون کو دل وجان سے قبول کرو، اُس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دو۔ ہم سے پہلے امتِ مسلمہ یہود تھے۔ انہیں بھی کتاب تورات اور شریعت عطا کی گئی تھی اور حکم دیا گیا تھا کہ زندگی کے تمام گوشوں میں اللہ کی ہدایت کو تھامے رکھنا۔

"اور جب ہم نے تم سے عہد (کر) لیا اور کوہ طور کو تم پر اُٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا) کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کو زور سے پکڑے رہو اور جو اس میں (لکھا) ہے اسے یاد رکھو تاکہ (عذاب سے) محفوظ رہو۔" (البقرہ: 63)

شریعت میثاق ہے اللہ اور بندے کے درمیان، یہ بہترین عادلانہ نظام ہے۔ اگر اِسے اپناؤ گے تو دنیا میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا، انسانوں کو اُن کے حقوق ملیں گے۔ شر وفساد کا خاتمہ ہو جائے گا...... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نفاذِ شریعت سے ایسا ماحول وجود میں آئے گا جس میں انسان اپنے اصل ہدف یعنی رضائے الٰہی اور فلاحِ اُخروی کے لئے بآسانی آگے بڑھ سکے گا۔ انسان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ملکوتی اور حیوانی رجحانات سے مرکب ہے۔ شریعت نافذ ہوگی تو خیر وبھلائی کا ماحول وجود میں آئے گا انسان کے ملکوتی رجحانات کو تقویت ملے گی، اچھے ماحول میں نیکی کرنا آسان اور گناہ اور سرکشی مشکل ہوگی، اور یوں انسان روحانی ترقی کی منازل طے کر سکے گا اور اپنی آخرت کو سنوار سکے گا، بخلاف اِس کے غیر اسلامی نظام میں بہیمی رجحانات تقویت پائیں گے، ایک غیر اسلامی ماحول میں نیکی مشکل ہوگی اور گناہ اور برائی آسان ہوگی، انسان حیوان بن جائے گا۔ اُخروی فلاح کا تصور بھی اُس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا۔

اللہ نے قانون وشریعت اس لئے عطا کی ہے کہ اِس کے مطابق اجتماعی زندگی کو استوار کیا جائے۔ سورۃ الحدید میں فرمایا:

"ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعدِ عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔" (آیت: 25)

شریعت سے انحراف ایمان کے منافی ہے۔ اگر بھول چوک میں یا جذبات کی رو میں بہہ کر اِس سے روگردانی ہو جائے، اور پھر اِس پر سچے دل سے توبہ کر لی جائے، تو یہ اور بات ہے، لیکن اگر شریعت سے روگردانی، مستقل وطیرہ بنا لیا جائے، اِس سے انحراف اور اِس کی خلاف ورزی زندگی کا معمول ہو تو یہ طرزِ عمل غداری ہے۔ اگر مسلمان ہو کر یہ کہا جائے کہ ہم اپنا معاشی نظام سود پر استوار کریں گے کہ سود کے بغیر ہماری معیشت نہیں چل سکتی، درانحالیکہ سود اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے، تو یہ کہاں کی مسلمانی ہے۔ اللہ نے مسلمان خواتین کو پردے کا حکم دیا ہے، لیکن ہم ہندوانہ تہذیب کو اپنائیں، مغربی کلچر کے زیرِ اثر بے پردگی اور فحاشی وعریانی کی حوصلہ افزائی کریں تو کیا اِس طور سے اللہ ہم سے راضی ہوگا، کیا یہ روش ایمان کے تقاضوں کے موافق ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ ہم نماز پڑھتے ہیں کہ یہ اللہ کا حکم ہے، اسی طرح اللہ کے حکم کی تعمیل میں روزے رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں حج کرتے ہیں۔ اِسی طرح دین کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی تعلیمات بھی اللہ نے دی ہیں۔ جس اللہ نے ہمیں نماز روزے کا حکم دیا ہے، وہی ہمیں سود سے منع کرتا ہے۔ ستر وحجاب کا حکم دیتا ہے اور فحاشی وعریانی سے روکتا ہے۔ تو شریعت کے کچھ احکامات کو ماننا اور کچھ کو نہ ماننے کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اپنی مرضی کی چیزوں کو اختیار کر رہے ہیں، اور جو ہمیں مشکل لگتی ہیں، وہاں شریعت کی پیروی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ روش دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں عذابِ الیم کا باعث ہے۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

"(یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتاب (اللہ) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کئے دیتے ہو، تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں۔" (سورۃ البقرہ: 85)

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں ﷺ پر شریعت کی تکمیل فرما دی ہے اور اِس طرح تا قیامت آنے والے انسانوں کو ایک بہترین ضابطۂ حیات اور مکمل نظامِ زندگی دے دیا۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا:

"(اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔" (آیت: 3)

نبی اکرم ﷺ پر نبوت ورسالت کا اتمام بھی ہوا، اور ہدایت بھی مکمل ہو گئی۔ اب تا قیامت یہی دین اور یہی ضابطۂ حیات نوعِ انسانی کے لئے کامل اور عادلانہ نظامِ زندگی ہے، جس کی روشنی میں چل کر نوعِ انسانی اُخروی فلاح کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اپنے دکھوں سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔ اس دین کا نفاذ مسلمانوں کے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو یہود کی طرح اُن کا شمار بھی مجرموں میں ہوگا۔ اللہ نے سورۃ آلِ عمران میں واضح فرما دیا کہ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ یعنی "اللہ کے ہاں (مقبول) دین تو بس صرف اسلام ہی ہے"۔ اسلام کے معنی ہی سرنگوں ہو جانے اور کامل اطاعت بجا لانے کے ہیں۔ یہ بات کافی نہیں کہ اسلام کے قصیدے پڑھ لئے جائیں اور بس، بلکہ دین اُس صورت میں قابلِ قبول ہے جب بندوں کے تمام معاملات کا فیصلہ اللہ کی شریعت کے مطابق کیا جائے۔ اللہ کے بتائے ہوئے منہاج کی پیروی کی جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا اتباع کیا جائے۔ کتاب وسنت پر مبنی نظامِ زندگی کو بالفعل اختیار کیا جائے۔ سابقہ امتِ مسلمہ یہود پر اسی لئے تعجب کا اظہار کیا گیا کہ وہ دعویٰ تو دین پر ہونے کا کرتے، مگر جب انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا کہ آیئے، اس کے مطابق فیصلے کریں اُس کے قانون کے مطابق اپنے تنازعات کو حل کریں تو اُن میں سے ایک فریق اعراض کر جاتا تھا......

شریعت تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ کی اِس نعمت پر اُس کے شکر کا تقاضا یہ ہے کہ اسے نافذ کیا جائے۔ فرمایا:

"اور اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو اور اس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سن لیا اور قبول کیا اور اللہ سے ڈرو، کچھ شک نہیں کہ اللہ دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔" (المائدہ: 7,8)

اللہ نے تمہیں یہ نعمت عطا کی ہے، تمہارا کام یہ ہے کہ اِس کو نافذ کرو۔ یہ بندگی کا لازمی تقاضا ہے۔ اگر اِسے پورا نہیں کرو گے تو یہ دین کے ساتھ بے وفائی اور اللہ سے بدعہدی ہوگی۔ جو لوگ اِس بدعہدی کے مرتکب ہوں، قانونِ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں، اور شریعت سے متصادم نظام چلائیں، اُن کے بارے میں قرآن حکیم (باقی صفحہ 4 پر)

نظام عدل، آئین پاکستان اور مخالفانہ ردِّ عمل

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ
بانی تنظیم اسلامی

جنت نظیر وادی سوات ایک عرصے سے انگار وادی بنی ہوئی تھی، تو اس صورتِ حال پر کسی کو تشویش نہیں تھی۔ مگر جب صوبائی حکومت نے تحریکِ طالبان اور تحریک نفاذِ شریعت محمدیؐ سے مذاکرات کئے اور علاقے میں امن وامان کے لیے نظام عدل پر اتفاق رائے کیا اور ان مذاکرات کے نتیجے میں علاقے میں امن وامان بھی قائم ہوگیا اور اس ساری صورتحال میں صوبہ سرحد کی حکومت اور مولانا صوفی محمد کے کردار کو خصوصی دخل حاصل ہے...... بعدازاں قومی اسمبلی نے بھی نفاذِ شریعت ریگولیشن کو اکثریت رائے سے منظور کرکے ملکی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کردیا تو اس جمہوری اور آئینی اقدام پر جمہوریت کے چیمپئین ممالک کے عالمی میڈیا اور متحدہ قومی موومنٹ نے منفی پروپیگنڈے کا آغاز کردیا۔ حیران کن بات ہے کہ تمام مخالفین نے نظام عدل کو طالبانائزیشن قرار دیا ہے۔ بھارتی میڈیا نے اس اقدام پر تبصرہ کیا کہ طالبان اب اسلام آباد کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ امریکی میڈیا نے اسے پی پی پی کی سیکولر حکومت کی پسپائی قرار دیا۔ بعض امریکی اخبارات نے صدر آصف زرداری پر دباؤ میں آنے کا الزام عائد کیا۔ متحدہ قومی موومنٹ نے اسے جبر کا نظام قرار دے دیا اور موقف اختیار کیا کہ ایک ملک میں متوازی نظام عدالت نہیں ہوسکتے۔ جبکہ دوسری جانب اہلیان سوات ہیں کہ خوشیاں منا رہے ہیں۔ اس صورتِ حال میں جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ غیر آئینی اقدام ہے اور کیا یہ ایک ملک میں دو عدالتی نظاموں کو قائم کرنے کی کوشش ہے؟

آئین پاکستان کی دفعہ 247 میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ قبائلی علاقوں بشمول سوات اور مالاکنڈ ڈویژن میں گورنمنٹ آف پاکستان اور مقننہ بااختیار ہیں کہ ملک کے مقابلے میں مختلف اور مخصوص قسم کا کوئی نظام یا موجودہ نظام عدل کو اختیار کر سکیں اور یہاں تک صراحت موجود ہے کہ ان علاقوں کی صورتِ حال کے مطابق مختلف ادارے تشکیل دیے جاسکتے ہیں اور اے این پی کی حکومت کئی بار واضح کرچکی ہے کہ موجودہ نظام عدل 1994ء کے نظام عدل کا تسلسل ہے۔ اگر 1994ء اور پھر 1999ء کا نظام عدل ریگولیشن آئینی تھا تو اب 2009ء کا نظام عدل ریگولیشن آئین اور جمہوریت کے منافی کیسے ہوگیا؟

> موجودہ نظام عدل 1994ء کے نظام عدل کا تسلسل ہے۔ اگر 1994ء اور پھر 1999ء کا نظام عدل ریگولیشن آئینی تھا تو اب 2009ء کا نظام عدل ریگولیشن آئین اور جمہوریت کے منافی کیسے ہوگیا؟

آئین میں اس چیز کی بھی اجازت ہے کہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ قبائلی علاقوں بشمول سوات اور ملاکنڈ ڈویژن میں قائم نظام میں دخل اندازی نہیں کر سکتیں۔ آئین کے آرٹیکل 247ء کی ذیلی شق نمبر 7 میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ:

"Neither the Supreme Court nor a High Court shall exercise any jurisdiction under the constitution in relation to a tribal Area, unless (Majlis-e-Shoora (Parliament)by law otherwise provides.

Provided that nothing in this clause shall affect the jurisdicition which the Supreme Court or a High Court exercise in relation to a Tribal Area immediately before, the commencing day."

لہٰذا درج بالا آئینی دفعات کے بعد تو طے ہے کہ موجودہ نظام عدل آئینی اور قانونی ہے اور جمہوریت اور اسمبلی کی بالادستی کے دعویداروں کو اس پر مخالفانہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے ایک بار اپنے گریبان میں ضرور جھانکنا چاہیے کہ وہ کتنے جمہوریت نواز اور اسمبلی کی بالادستی کے دعویدار ہیں۔ مخالف طرزِ عمل اختیار کرنے والوں میں متحدہ قومی موومنٹ کے طرزِ عمل پر حیرانی اور تعجب ہے۔ اس جماعت کے قائد نے نظام عدل کی مخالفت میں تمام حدوں کو پھلانگ دیا ہے۔ اسے طالبانائزیشن تو وہ قرار دے رہے تھے، بعد میں اسے مذہبی منافرت کا رنگ دینے کے لیے پوری منظر کشی کی گئی۔ وہ تو اللہ کا شکر ہے کہ مذہبی قبائلیوں اور سیادتوں نے اس پروپیگنڈے پر توجہ نہیں دی۔ اس جماعت کے وابستگان سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنی قیادت سے درخواست کریں کہ ملک گھمبیر حالات سے دوچار ہے اور ان حالات میں ملک ایسے بیانات اور مخالفانہ طرزِ عمل کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اگر وہ صرف کراچی کے حالات پر ہی توجہ دیں تو قوم کی بہت بہتری ہوگی۔ کراچی میں چند دن پہلے ایک شخص جاگیردارانہ نظام کے مظالم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پریس کلب میں جان دے گیا اور پورا کراچی خاموش تماشائی بنا رہا۔ کراچی میں ہی ایک جاگیردار کی نجی جیل دریافت ہوئے ابھی چند ہفتے ہی ہوئے ہیں۔ کراچی کے کئی علاقے ابھی تک گینگو کے رحم وکرم پر ہیں۔ جرائم کی شرح ہے کہ انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ اندرون سندھ بدترین ظالمانہ جاگیردارانہ نظام آئے روز اپنی وحشتوں اور ہولناکیوں کی داستانیں رقم کر رہا ہے۔ لہٰذا پہلے یہاں تک حکومتی رٹ کو قائم کر لیجیے۔ شمالی علاقوں میں قریباً ہر روز امریکہ کے ڈرون حملے درجنوں افراد کو موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔ اس پر آپ اور آپ کی جماعت نے کبھی کوئی واویلا نہیں کیا۔ آپ کی طرف سے کبھی کوئی احتجاجی جلسہ اس مسئلہ پر نہیں ہوا، کوئی ریلی ڈرون حملوں کے خلاف نہیں

نکالی گئی۔ قوم کی بیٹی عافیہ صدیقی پر ڈھائے جانے والے امریکی مظالم کے خلاف کوئی ٹیلی فونک خطاب نہیں ہوا۔ اس پر کوئی قرارداد ایم کیو ایم نے اسمبلی میں جمع نہیں کروائی۔ اس پر کوئی قومی کانفرنس نہیں ہوئی۔ وہ تو اللہ کا شکر ہے کہ وفاق میں اور صوبہ سرحد میں سیکولر جماعتوں کی حکومتیں ہیں، اگر کسی درجے میں بھی کوئی مذہبی عنصر ان حکومتوں میں شامل ہوتا تو صورتِ حال کیا ہوتی سوچ کر بھی کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

نظامِ عدل پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور بھارت کی مخالفت کوئی تعجب والی بات نہیں۔ امریکہ ایک جانب اسلام کے نظریات پر عامل لوگوں کو بنیاد پرست اور دہشت گرد قرار دے کر مارنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے مگر دوسری جانب وہ بنیاد پرست اور دہشت گرد یہودیوں کا پشت پناہ اور مددگار بنا ہوا ہے۔ اور اس کے دوہرے معیار نے پوری دنیا کے امن کو تہہ وبالا کیا ہوا ہے اور پاکستان کا ایٹم بم تو اس کی آنکھ کا کانٹا ہے۔ لہٰذا وہ اس کے خاتمے کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے بھی یہاں پر طالبانائزیشن کا واویلا مچاتا ہے اور اس "طالبانائزیشن" کی راہ ہموار کرنے کے لیے ڈرون حملے کرتا ہے۔ پاکستان میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے فروغ میں ان حملوں کا بڑا عمل دخل ہے جب تک یہ بند نہیں ہوں گے ہم اپنے شمالی علاقوں میں امن وامان کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا پوری دنیا کو متحد ہو کر امریکی ڈرون حملوں کے خلاف عالمی رائے عامہ کو ہموار کرنا چاہیے، تاکہ ہمارے ملک کا امن وامان محفوظ رہ سکے اور وطن ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

✿✿✿✿✿

پرانی فوج، نیا محاذ

وقاص قائم

زمین کے جس خطے میں ہم رہتے ہیں اس میں ایک طویل عرصے سے کچھ شور وغل سا مچا ہوا ہے اور عام طور پر یہ شور نسوانیت سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس شور میں ہمیں حقوقِ نسواں کے لئے کام کرنے والی تنظیم بھی نمایاں نظر آتی ہیں۔ ابھی ایک ایسا ہی شور برپا ہوا جو سترہ سالہ لڑکی کو کوڑے مارنے کے سلسلے میں تھا۔ ان تنظیم نے میڈیا کے ذریعے ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور اس خبر کو نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اتنا اچھالا گیا کہ کسی کے پاس سوائے اس ایک بات کے بات کرنے کے لئے کچھ نہ بچا۔ اور آخر کیوں نہ ہو، معاملہ ایک لڑکی کو "انصاف" دلانے کا ہے۔ مگر سمجھ نہیں آتا کہ یہ شور گاؤں، دیہاتوں میں بسنے والی ان عورتوں کے لئے کیوں نہیں ہوتا جنہیں وڈیروں اور جاگیرداروں نے اپنی ملکیت بنایا ہوا ہے۔ کیوں ڈاکٹر شازیہ کو انصاف دلانے والا کوئی نہیں ملا، اس لئے کہ اس کے ساتھ جرم کا ارتکاب کرنے والا فوجی کیپٹن تھا؟ کیوں ان غریب عورتوں کے گھروں میں جھانک کر کوئی تنظیم برائے حقوقِ نسواں نہیں دیکھتی جو بھوک سے مجبور ہو کر اپنے لختِ جگر کو بیچ دیتے ہیں۔ کیوں کوئی ان بچیوں کی دادرسی نہیں کرتا جو ایک مدت سے صرف جہیز جیسی لعنت کے سبب اپنے گھروں میں بیٹھی ہیں۔ ان تمام سوالات کے جوابات جاننے کے لئے ہمیں یہ سمجھنا پڑے گا کہ یہ این جی اوز کیوں بنائی جاتی ہیں اور انہیں کون بناتا ہے۔

بیسوی صدی عیسوی میں جب انگریز سامراج نے دنیا پر پھیلے ہوئے اپنے پروں کو سمیٹنا شروع کیا تو اسلام دشمن عناصر کو اس بات کی فکر لاحق ہوگئی کہ کہیں یہ سوئے ہوئے مسلمان پھر سے جاگ نہ جائیں اور احیائے اسلام کا علم نہ تھام لیں۔ مسلمانوں کو اس مشن سے روکنے کے لئے انہوں نے چند ایسے اقدامات کیے جن سے مسلمانوں پر حملہ کیے بغیر ان کی تباہی عمل میں لائی جاسکے، اور مسلمانوں کو انفرادیت سے لے کر اجتماعیت تک کو اپنا غلام رکھنے کی سعی شروع کر دی۔

کسی بھی قوم کی بقاء کا دارومدار جن بنیادوں پر ہوتا ہے ان میں سے ایک اہم بنیاد اس کا معاشرتی نظام ہوتا ہے۔ معاشرتی نظام کو تباہ کرنے کے لئے انہوں نے اُس بنیاد کو جان لیا جو مسلم معاشرت میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہوتی ہے، یعنی مضبوط اور مستحکم خاندانی نظام۔ کسی بھی دیوار کی بنیادی اکائی اینٹ ہوتی ہے۔ ان اینٹوں کو آپس میں جوڑنے کے لئے جو مواد استعمال ہوتا ہے، وہ سیمنٹ کہلاتا ہے۔ یہی وہ دو اشیاء ہیں جن پر اس دیوار کی مضبوطی کا دارومدار ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی دیوار کمزور اینٹوں سے بنائی جائے تو درمیان کا مواد کتنا ہی خالص کیوں نہ ہو، دیوار کو تھام نہیں سکتا اور بہت جلد یہ دیوار گر جاتی ہے۔ گویا کسی بھی دیوار کو زمین بوس کرنے کا یہ آسان سا نسخہ ہے کہ اس کی تعمیر کمزور بنیادوں پر کی جائے۔ اسی طرح کسی بھی معاشرے کی دیوار کی بنیادی اکائی (اینٹ) گھر ہوتا ہے۔ اور اس گھر کی مضبوطی کا انحصار میاں بیوی کے رشتے پر ہے۔ اب اگر کسی معاشرے کا شیرازہ بکھیرنا ہو تو اس اینٹ یعنی شوہر بیوی کے رشتے کو کمزور کر دیا جائے، رفتہ رفتہ یہ دیوار خود ہی کمزور ہو کر زمین پر آ گرے گی۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے مسلم معاشرے میں این جی اوز اور تنظیم برائے حقوقِ نسواں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ان این جی اوز کے قیام کا مقصد ان اہداف کو پورا کرنا ہے جن سے مسلم معاشرے کی اینٹ ہلائی جا سکے۔ این جی اوز کے چند بنیادی مقاصد اور اسلام دشمن اہداف درج ذیل ہیں:

1۔ عورت کو ہر اعتبار سے مرد کے برابر لا کر کھڑا کر دیا جائے، تاکہ معاشرے سے متعلق اسلام کی بنیادی تعلیم "الرجال قوامون علی النساء" کی نفی کی جاسکے اور عورت اپنی ہر خواہش کے لئے خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز لڑ سکے۔

2۔ عورت کو پروفیشنل بنایا جائے، تاکہ وہ اپنی تمام تر

✿✿ ضرورت رشتہ ✿✿

☆ اعوان فیملی کی دو لڑکیوں، عمر 27 سال، ایم ایس سی فزکس، ایم فل لیکچرار گریڈ 17 اور عمر 23 سال ایم ایس سی فزکس (کنٹریکٹ جاب) کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ، لاہور کے باپردہ گھرانے سے رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0322-8381591

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے معتمد عمر بن عبدالعزیز کی چچی محترمہ رحلت فرما گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ رفقاء واحباب اور قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

توجہ اپنے پیشہ ورانہ مستقبل پر مرکوز کر سکے اور وہ اپنے بنیادی فریضے یعنی اولاد کی پیدائش اور بعد ازاں ان کی پرورش کی پابند نہ رہے اور یوں آنے والی نسل ماں کی تربیت سے محروم ہو کر روحانی اور اخلاقی موت مر جائے۔

3۔ معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کا پرچار کیا جائے، بے پردگی کو عام کیا جائے تا کہ مردوں کے لئے ان کی تسکین کا سامان ان کے گھر کے بجائے بازار ہو جائیں، جہاں وہ بے پردہ خواتین اور بیہودہ مناظر سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اس طرح شوہر کا اپنی بیوی کی طرف زیادہ رجحان نہ رہے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بیوی بھی شوہر سے محبت کرنے کے بجائے مجبوراً ہی اس کے ساتھ زندگی بسر کرے گی۔

4۔ مخلوط معاشرے کے قیام کی جدوجہد کرنا، جس میں مخلوط دفاتر، تعلیمی اداروں اور دیگر سطح پر مخلوط معاشرت کو سراہنا۔

مذکورہ مقاصد کے حصول کیلئے ہمارے معاشرے میں جو اقدامات کیے گئے اُن میں سے چند کا ذکر ہم یہاں کر دیتے ہیں۔

1۔ میڈیا کی آزادی کے نام پر غیر مہذب ملبوسات میں خواتین کو دکھانا، ہندوستانی فلموں کی نمائش، پردہ، داڑھی اور دیگر اسلامی شعائر کا مذاق اڑانا۔

2۔ اشتہارات میں، چاہے وہ اخبارات میں ہوں یا ہورڈنگز کی صورت میں، خواتین کی موجودگی کو لازمی رکھنا۔

3۔ دفاتر میں خواتین کو مردوں کی نسبت روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کرنا۔

4۔ حقوق نسواں بل کا پاس کرنا۔

5۔ بسنت، ویلینٹائن ڈے اور اس جیسے دوسرے تہواروں کو سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر بھرپور طور پر منانا، تا کہ مرد و زن کا اختلاط ہو۔

6۔ روشن خیالی کے نام پر اسلام سے بغاوت کی نئی ریت ڈالی گئی۔

مذکورہ بالا اور ان جیسے کئی اور اقدامات ایسے ہیں جن سے اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ ہمارے معاشرے کی تباہی کے لئے ہر گھر کو نسل نو کی تربیت سے دور کیا جا رہا ہے۔

یہ این جی اوز دراصل نچلے طبقے کی مظلوم خواتین کو ان کے حقوق دلوانے کے لئے نہیں بلکہ معاشرے کے امیر طبقے کو بے حیائی اور فحاشی کے مزید مواقع فراہم کرنے کے لئے کام کرتی ہیں اور ان کی عیاشیوں کو انسانی حقوق کے نام پر قانونی قرار دیتی ہیں۔ ان این جی اوز کا ہدف نہ ہی امیر ہیں اور نہ ہی غریب، بلکہ ان کا ہدف تو صرف اسلام ہے۔ اسی لئے جہاں اسلام کی سربلندی کی بات ہوتی ہے، وہاں ان کو انسانی حقوق پامال ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

اس وقت دنیا کے کئی ممالک میں یہ قانون ہے کہ پردہ کرنا جرم ہے، یہاں تک کہ کئی ممالک میں تو اسکارف لینے پر بھی پابندی ہے۔ لیکن کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ کسی این جی او نے اس کے خلاف مظاہرہ کیا ہو؟ لیکن اگر دنیا کا کوئی بھی ملک اس بات پر پابندی لگا دے کہ آج کے بعد کوئی عورت گھر سے بے پردہ باہر نہیں نکلے گی تو اسے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کہا جائے گا اور اس کے خلاف ایک بڑا مظاہرہ کیا جائے گا، تا کہ انسان کو اس کی مرضی کے مطابق لباس اختیار کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر پردے کے لئے پابندی ہو تو یہ بربریت ہے اور پردے کے خلاف پابندی ہو تو اس کو قانون اور آزادیٔ نسواں کا نام دیا جائے گا۔ کیا خوب انصاف ہے!!! کشمیر، فلسطین، افغانستان اور دیگر ممالک میں مسلمان عورتوں کی لٹتی ہوئی عصمتوں کا کوئی پرسانِ حال نہیں، مگر جب ایک داڑھی والا شخص اپنی بیٹی کو ہلکی سی سزا دے اور تنبیہ بھی کرے تو یہ ایک سانحۂ عظیم ہو جاتا ہے، کیوں؟ اس لئے وہ شخص مسلمان ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا کہ این جی اوز کا اصل ہدف تو صرف اسلام ہے۔ درحقیقت یہ این جی اوز اسلام دشمن عناصر کی ایک بہت پرانی فوج ہے جو کبھی ایک روپ میں تو کبھی کسی دوسرے روپ میں نفاذ اسلام کی راہ میں کوئی نیا محاذ لئے نمودار ہو جاتی ہیں۔ اور ابھی نفاذ اسلام کی تحریکوں کو اس جیسے نت نئے محاذوں کا سامنا کرنا ہے، کیونکہ یہ تو اس فوج سے جنگ کی شروعات ہے۔

این جی اوز اسلام دشمن عناصر کی ایک بہت پرانی فوج ہے جو کبھی ایک روپ میں تو کبھی کسی دوسرے روپ میں نفاذ اسلام کی راہ میں کوئی نیا محاذ لئے نمودار ہو جاتی ہیں

پاکستان

عثمان خاور

دیکھ رہا ہے اک اک گِدھ حیران کھڑا
کیسے پیروں پر ہے پاکستان کھڑا
اندر اک بھونچال کی زد میں دیواریں
باہر ہے دروازے پر طوفان کھڑا
نفرت کی اک آگ لگا کر گھر گھر میں
ہنستا ہے اک جانب کو شیطان کھڑا
شرم، حیا ہر آن کچوکے سہتے ہیں
روتا ہے اک کونے میں ایمان کھڑا
ساری اُمت اک سیلاب کی زد میں ہے
اور بھنور کی آنکھ میں ہے افغان کھڑا

جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں

ملی مجلس شرعی' کا ہنگامی اجلاس

سوات میں نظامِ عدل کی کمل حمایت اور پورے ملک میں نفاذِ اسلام کا مطالبہ
اجلاس میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے بھی شرکت کی

اجلاس کی مختصر روداد

مرتب: ایوب بیگ مرزا

27 اپریل 2009ء کو امیر تنظیم اسلامی کو ملی مجلس شرعی کا ایک پیغام ملا کہ تمام دینی جماعتوں کا ایک ہنگامی اجلاس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں بوقت مغرب منعقد ہو رہا ہے آپ بھی اس میں شرکت کریں۔ یہ مقام چونکہ تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر کے قریب واقع ہے، لہٰذا امیر تنظیم نمازِ مغرب مرکز ہی میں ادا کر کے جامعہ نعیمیہ روانہ ہوئے۔ ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی اور راقم بھی ان کے ہمراہ تھے۔ خیال یہ تھا کہ میٹنگ چونکہ ہنگامی طور پر طلب کی گئی ہے لہٰذا حاضری اتنی بھرپور نہ ہو سکے گی لیکن تمام مسالک کے علماء نے بھرپور شرکت کی۔ شاید منتظمین بھی اتنی توقع نہیں رکھتے تھے لہٰذا چوکور میز کانفرنس کے لیے میزوں کے گرد پڑی کرسیاں مہمانوں کی تعداد سے کم پڑ گئیں۔ خوشگوار حیرت کی بات یہ ہے کہ بریلوی مکتب فکر کے مرکز میں کانفرنس میں شرکت کرنے والوں میں اہل حدیث علماء کی تعداد سب سے زیادہ تھی اور انہوں نے بڑی سنجیدگی اور دلچسپی سے کانفرنس میں شرکت کی۔ یہ کانفرنس سوات میں تحریک نفاذ شریعت محمدی اور صوبائی حکومت کے درمیان طے پانے والے معاہدے اور اس کے بعد پیدا ہونے والے حالات کے بارے میں تھی۔ علماء کی اکثریت نے اس معاہدے کی پرزور حمایت کی اور شرکاء سے مطالبہ کیا کہ سب تحریک نفاذ شریعت محمدی کے ساتھ مکمل تعاون اور اظہار یکجہتی کریں۔ چند ایک نے تعاون کے ساتھ ساتھ صوفی محمد کے بعض بیانات پر اپنے تحفظات اور مزارات کو پہنچنے والے نقصان پر تشویش کا اظہار کیا۔ بہرحال نفاذ شریعت کے حوالے سے بحیثیت مجموعی اتفاق پایا گیا۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس خطہ میں مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہا ہے، اللہ اس شر سے خیر برآمد کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک جگہ جمع ہو کر گفت و شنید کرنا باعث برکت اور نتائج کے حوالہ سے بہت مفید ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دشمنانِ اسلام جو یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ اتنے فرقے ہیں کس کا اسلام نافذ کیا جائے، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ہمارے بزرگ اور اکابر علماء نے 1951ء میں اسلامی آئین کی تدوین کے لئے متفقہ 22 نکات پیش کر کے اس شرانگیز سوال کا منہ توڑ جواب دے چکے ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے سورۃ المائدہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ قرآن حکیم یہ فتویٰ 1400 سو سال پہلے دے چکا ہے کہ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہی تو کافر ہیں' وہی تو ظالم ہیں، وہی تو فاسق ہیں۔ اجلاس کے آخر میں تمام شرکاء نے بغیر کسی غیر ضروری ردّ وکد کے ایک مشترکہ اعلامیہ منظور کیا، جس میں انہوں نے قرار دیا کہ:

1- سوات میں نظامِ عدل، نفاذ شریعت اور معاہدہ امن کی مکمل حمایت کرتے ہوئے نشاندہی کی گئی کہ قاضیوں کا تقرر مسلک سے بالاتر ہو کر کیا جائے۔
2- سوات اور قبائلی علاقوں سمیت پاکستان بھر میں سنجیدگی اور خلوصِ دل سے تمام شعبہ ہائے زندگی میں عملی طور پر اسلام نافذ کیا جائے۔
3- نفاذِ اسلام کی حکمتِ عملی اور ترجیحات کا تعین کرنے کے لیے تمام مکاتبِ فکر کے مستند علمائے کرام پر مشتمل ایک ''شریعہ بورڈ'' بنایا جائے۔
4- دہشت گردی کے خاتمے کے لیے امریکی پالیسی سے فوری علیحدگی اختیار کرتے ہوئے امریکہ و یورپ کی معاونت بند کی جائے۔ نیز امریکی ڈرون حملوں اور امریکہ، اسرائیل، بھارت اور افغانستان اپنے گٹھ جوڑ سے جو مداخلت کار قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں بھجوا رہے ہیں، اسے ملک دشمن کارروائی قرار دیتے ہوئے فوری سدّباب کیا جائے۔
5- قبائلی علاقوں کے عوام کو ساتھ ملایا جائے، وہاں خلوصِ دل سے معاہدے کے مطابق مکمل شریعت نافذ کی جائے اور ان کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں بلکہ انہیں پاکستان کا باقاعدہ حصہ قرار دیا جائے۔
6- یہ اجلاس ان عناصر کی مذمت کرتا ہے جو حیلے بہانے سے حکومتِ پاکستان

اور تحریک نفاذِ شریعت محمدی کے درمیان معاہدے اور مفاہمت کو سبوتاژ کرنے کی سازش کر رہے ہیں اور یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان کے جھانسے میں آئے بغیر ایسے اقدامات سے گریز کرے جس سے امن وامان تباہ اور وطن عزیز کی سالمیت خطرے میں پڑے۔ نیز ایسے بیانات اور اقدامات سے مکمل طور پر گریز کیا جائے جس سے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر میں باہمی اختلاف وانتشار کو ہوا ملتی ہو۔ ان علاقوں میں عبادت گاہوں، مزارات، مذہبی شخصیات کے تحفظ کو یقینی بناتے ہوئے سابقہ نقصان کی تلافی کی جائے۔

7- ملی مجلس شرعی نے نظام عدل، بحالی امن اور نفاذِ شریعت کے لیے حکومت اور فاٹا کی اسلامی تحریکوں کے مثبت اقدامات کی تعریف وحمایت کی، تاہم اس رائے کا اظہار کیا کہ وہاں کی اسلامی تحریکوں کو نفاذِ شریعت کی حکمت عملی اور ترجیحات کے تعین پر پاکستان کے جید علماء سے مشاورت کرنی چاہیے۔ چنانچہ ملی مجلس شرعی نے تمام مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی، جو مولانا صوفی محمد اور طالبان رہنماؤں سے مل کر ان سے مشاورت کرے، تاکہ قبائلی علاقوں اور پاکستان کے لیے نفاذِ شریعت، قیام نظام عدل اور بحالی امن وامان کے لیے ایک متوازن اور معتدل پالیسی کے رہنما خطوط وضع کیے جا سکیں۔

اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔ آخر میں اعلان کیا گیا کہ 30 اپریل کو تمام مکاتب فکر کے علماء کی ایک کانفرنس جامعہ اشرفیہ، لاہور میں ہونا طے پائی جس میں اس مسئلہ کے حوالہ سے اور پورے پاکستان میں نفاذِ شریعت کے حوالہ سے غور وفکر کیا جائے گا۔ اللہ کرے ایسی کانفرنسیں بالآخر یہ رخ اختیار کریں کہ تمام مکاتب فکر کے علماء اِس نکتہ پر متفق ہو جائیں کہ وہ عوام میں ایسا فہم پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ پاکستان کی بقا اور استحکام کے لئے پورے ملک میں نفاذِ شریعت ناگزیر ہے، لہٰذا حب وطن کا تقاضا بھی یہ ہے کہ عوام پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔

تنظیمی اطلاعات

تنظیم اسلامی کی مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 9 اپریل 2009ء میں امیر محترم حافظ عاکف سعید نے مشورہ کے بعد درج ذیل فیصلے فرمائے۔

☆ امیر حلقہ پنجاب شمالی کی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں مقامی تنظیم ماڈل ٹاؤن ہمک کے لئے جناب نصیر الدین احمد کو جبکہ تنظیم اسلام آباد شرقی کے لئے جناب محمد آفتاب عباسی کو امیر مقرر فرمایا

☆ امیر حلقہ سرحد شمالی کی سفارش اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں مقامی تنظیم بٹ خیلہ کے لئے جناب محمد اسلم کو امیر مقرر فرمایا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''سعید کالونی نمبر 2، قرآن اکیڈمی روڈ، فیصل آباد'' میں

24 مئی بروز اتوار نماز عصر تا 30 مئی 09ء بروز ہفتہ نماز ظہر

مبتدی تربیت گاہ

اور 29 مئی بروز جمعہ نماز عصر تا 31 مئی 09ء بروز اتوار نماز ظہر

نقباء و امراء تربیت گاہ

کا آغاز ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء ان تربیت گاہوں میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: (محمد رشید عمر: 0300-6690953)

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ:
042-6316638-6366638
0333-4311226

النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ایکسرے، ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی جدید اقسام کلر ڈاپلر، 4-D، T.V.S، ایکوکارڈیوگرافی اور Lungs Function Tests کی سہولیات

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی زیر نگرانی
تصدیق شدہ ادارہ
ISO 9001:2000

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

خصوصی پیشکش

الٹرا ساؤنڈ (پیٹ)، ایکسرے (چیسٹ) Lungs Function Tests، ای سی جی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/2500 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

B-950 فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور
Ph:5163924, 5170077 Fax:5162185
Mob:0300-8400944, 0301-8413933
E-mail:info@alnasarlab.com

پاکستان معجزے کا منتظر ہے لیکن

محبوب الحق عاجز

"پاکستان معجزے کا منتظر ہے" کے زیر عنوان ممتاز تجزیہ نگار اور رکن قومی اسمبلی جناب ایاز امیر کا کالم 26 اپریل 2009ء کے روزنامہ جنگ میں شائع ہوا۔ اپنے کالم میں انہوں نے سوات امن معاہدے کو ہدف تنقید بنایا ہے، اور طالبان کی پیش قدمی کے حوالے سے بار بار متنبہ کیے جانے کے باوجود حکومت پر غفلت برتنے کا الزام لگایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "قومی اسمبلی کی چھت پر اللہ کے ننانوے اسم ہائے مبارکہ انتہائی خوبصورت خطاطی کے ذریعے کندہ کیے گئے ہیں، لیکن اُس روز جب سوات شریعت ریگولیشن کا بل قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا گیا تو اِس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے خوف کی چادر تنی ہوئی نظر آئی جسے ظاہری آنکھ سے بھی دیکھا جا سکتا تھا، بلکہ محسوس کیا جا سکتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ قومی اسمبلی اِس معاملے کے حوالے سے درست فیصلہ نہیں کر پائی۔ بغیر کسی اعتناء کے قرارداد پیش کر دی گئی اور اے این پی کے ممبران زور و شور سے چیخ و پکار کرتے رہے کہ کوئی اس طرف توجہ نہیں دے رہا کہ فاٹا اور سوات میں پختونوں کا خون بہہ رہا ہے۔ قومی اسمبلی میں چند مخالفانہ آوازیں سنائی دیں (ان میں ایم کیو ایم کے فاروق ستار کی زبردست تقریر بھی شامل تھی) لیکن اکثریت نے آنکھیں بند کر کے ہتھیار ڈالنے کے عمل کی پیروی کی اور اب معاہدہ سوات کو ہوئے بمشکل دس دن بھی نہیں گزرے کہ گھڑی کی سوئیاں الٹی گھومنی شروع ہو گئی ہیں اور معاہدے کے حوالے سے اعتراضات کی پٹاری کھل گئی ہے۔"

محترم کالم نگار نے اِس معاہدہ کو خوف کی پیداوار قرار دیا ہے اور قومی اسمبلی کے حوالے سے کہا ہے کہ وہ یہ معاہدہ منظور کر کے درست فیصلہ نہیں کر سکی نیز اسمبلی کی اکثریت نے اس کی حمایت کر کے آنکھیں بند کر کے ہتھیار ڈالنے کے عمل کی پیروی کی۔ سوات معاہدے کے حوالے سے انہوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ انہی کے نہیں بلکہ اِس معاملے میں پاکستان میں اور بھی بہت سے لوگ اُن کے ہم خیال ہیں، جو نہیں چاہتے کہ سوات سمیت پورے مالاکنڈ میں وہ نظام عدل نافذ ہو جائے جس کی بنیاد شریعت پر استوار ہے۔ اسی لئے تو وہ کبھی نظام عدل کو "طالبان کی شریعت" کہہ کر مطعون کرتے ہیں اور کبھی "جابرانہ نظام" قرار دے کر اُسے تنقید کا نشانہ بناتے اور اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ سیاسی میدان میں اس کی نمایاں مثال کراچی کا وہ مخصوص لسانی گروہ ہے جو ایم کیو ایم کے نام سے اپنی شناخت رکھتا ہے۔ یہی واحد جماعت ہے جس نے قومی اسمبلی سے سوات معاہدے کی منظوری کے وقت بھی اس کی مخالفت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اسمبلی نے نہ تو خوف کی بنا پر سوات معاہدہ کی منظوری دی ہے اور نہ ممبران اسمبلی نے ہتھیار ڈالنے کے عمل کی پیروی کی، بلکہ انہوں نے آئین، نظریۂ پاکستان اور اسلامی نظریہ کے عین مطابق اپنی ذمہ داری نبھائی ہے۔ قومی اسمبلی عوام کا نمائندہ ادارہ ہے۔ یہ معاہدہ منظور کر کے اس نے عوامی نمائندگی کا حق ادا کیا ہے۔ اگر اسمبلی نے اِس کی بھاری اکثریت سے منظوری دی ہے، تو اس کی پورے طور سے تائید کی جانی چاہیے۔ جمہوریت بھی یہی تقاضا کرتی ہے۔ یہ معاہدہ سوات کے عوام کی خواہش پر کیا گیا ہے۔ اے این پی اسلامی نظریات کی حامل نہیں، ایک سیکولر جماعت ہے۔ اُس نے مرکزی حکومت سے یہ معاہدہ اس لئے کرایا کہ سوات کے عوام ایسا چاہتے تھے، اور ہیں۔ یہ بات ہر آدمی جانتا ہے کہ سوات کے اسلام پسند، دین سے محبت کرنے والے عوام عرصۂ دراز سے مولانا صوفی محمد کی قیادت میں نفاذ شریعت کی تحریک چلا رہے تھے۔ اُن کا مطالبہ بالکل واضح اور بہت سادہ تھا۔ وہ بجا طور پر یہ سمجھتے تھے کہ موجودہ عدالتی نظام انہیں انصاف فراہم نہیں کر سکتا۔ مقدمات اور تنازعات کے حل میں سالہا سال لگ جاتے ہیں، پھر بھی منصفانہ فیصلے نہیں ہو پاتے۔ اِس لئے یہاں وہ نظام شریعت نافذ کیا جائے جو 1969ء میں ریاست سوات کے پاکستان میں شامل ہونے سے پہلے نافذ چلا آتا تھا، جس میں انصاف بہت سہل اور سادہ تھا۔ بنیادی طور پر یہ تحریک پرامن تھی۔ 1994 اور 1999ء میں تحریک نفاذ شریعت کے ساتھ اِس سلسلہ میں معاہدہ ہوا مگر نظام عدل میں سقم موجود تھے، بنا بریں آگے نہ بڑھ سکا۔ جب سوات کے عوام کی شنوائی نہیں ہوئی اور وار آن ٹیرر کے سلسلے میں فوجی آپریشن کا سلسلہ شروع ہوا، تو اگرچہ صوفی محمد کی تحریک نفاذ شریعت تو پرامن ہی رہی البتہ اُن کے داماد مولوی فضل اللہ جو کہ تحریک طالبان کے مقامی امیر ہیں نے مسلح جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ بہرحال اگر عوام کے جائز مطالبہ پر قومی اسمبلی اور حکومت نے لبیک کہی ہے تو اِس میں کیا حرج ہے۔

مولانا صوفی محمد نے گزشتہ دنوں آئین، پارلیمنٹ اور اعلیٰ عدالتوں کے حوالے سے جو بیانات دیے ہیں، انہوں نے بقول کالم نگار کے "گویا بھونچال برپا کر دیا ہے، وہ صاحبان جو معاہدے کی شقوں کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے سر کان لپیٹے ہوئے تھے اُن کے بھی کان کھڑے ہو گئے...... سو اِس وقت جو صورتحال ہے، اس کے لئے ہمیں مولانا صوفی محمد کا مشکور ہونا پڑے گا۔ انہوں نے ہمارے ذہنوں کو جھنجوڑا ہے، اور ہمیں اِس مسئلے کے حوالے سے اپنی توجہ مرتکز کرنے میں مدد دی ہے، پہلے جو چیز مبہم اور گومگو کی کیفیت میں نظر آ رہی تھی، اب روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ دور از کار مفروضے حقیقت کا روپ دھار چکے ہیں۔"

صوفی محمد کے متنازعہ بیانات پر خود دینی حلقوں نے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ دینی سیاسی جماعتوں نے ہی نہیں وفاق المدارس پاکستان کے ممتاز علماء کرام نے بھی انہیں سمجھایا ہے کہ وہ ایسے بیانات سے گریز کریں۔ چنانچہ انہوں نے واضح کیا کہ میں آئین سے بغاوت نہیں کرتا، اِس پر عمل درآمد کی جدوجہد کر رہا ہوں۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا، یہاں قانون بھی اسلامی نافذ ہونا چاہیے۔ اصولی اعتبار سے یہ درست ہے کہ اسلام سے متضاد آئین اور ایسے ادارے جو قرآن و سنت کے مطابق فیصلے نہ کریں، غیر شرعی ہیں۔ اِس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ یہ صوفی محمد کا فتویٰ نہیں، بلکہ شریعت کا ہر ماہر یہی بات کہے گا...... لیکن آئین پاکستان اور اعلیٰ عدالتوں کا معاملہ یہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہمارے آئین کی روح اسلامی ہے۔ اس کی بنیاد قرارداد مقاصد ہے۔ جس میں مغربی جمہوریت کے تصور کے برعکس عوامی حاکمیت (Peoples Sovereignty) کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا اقرار و اعلان کیا گیا ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جو پاکستان کے مغربی جمہوریت کے تصور کے مطابق جمہوری کی بجائے اسلامی ریاست ہونے کی مظہر ہے۔ اور اس بات کی علامت ہے کہ اساسی اعتبار سے آئین پاکستان کو مغربی جمہوریت کی بجائے اسلامی جمہوریت پر استوار کیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ آئین میں قرآن

وسنت کی بالادستی کے لئے شقیں شامل ہیں، یہ الگ بات ہے کہ انہیں عملاً غیر موثر بنایا جاتا رہا ہے، جو قومی سطح پر ہماری منافقت کا مظہر ہے۔ پارلیمنٹ بھی آئینی ادارہ ہے۔ وہ بھی آئینی طور پر اس بات کی پابند ہے کہ قرآن وسنت سے متصادم قانون سازی نہیں کر سکتی۔ مولانا صوفی محمد کے بیانات کی آڑ میں نظام عدل ریگولیشن کی مخالفت نہیں کی جانی چاہیے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ انہیں اِس طرح کے متنازعہ بیانات سے گریز ہی کرنا چاہیے تھا کہ اُن کے اِن بیانات سے ایاز امیر جیسے لوگوں کو نظام عدل کے معقول معاہدے کے خلاف اپنا کیس آگے بڑھانے کا بھرپور موقع ملا ہے۔

سوات معاہدے پر بلاجواز تنقید کی بجائے اُسے نفع ونقصان کی میزان میں بھی پرکھا جانا چاہیے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کا فوری نتیجہ کیا ہوا؟ اس معاہدے کے بعد شورش اور بدامنی میں گھرے عوام نے سکھ کا سانس لیا۔ بازار اور سکول کھل گئے اور امن وامان قائم ہو گیا، حالانکہ ابھی یہ ریگولیشن عملی طور پر نافذ بھی نہیں ہوا تھا، لیکن خبر ہی سے صورتحال بدل گئی۔ صوفی محمد کے غیر متعلقہ بیانات پر اعتراضات اٹھانے والے یہ بات تسلیم کریں کہ انہوں نے جس نظام کے لئے تحریک چلائی اور پھر حکومت نے جو نظام عدل ریگولیشن منظور کیا، اس میں شرعی اعتبار سے کوئی خرابی نہیں۔ محض طالبان کی شریعت کہہ کر اُسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا کرنے والے الفاظ کے ہیر پھیر سے دراصل نظام شریعت کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔ امید کی جانی چاہیے کہ اگر حکومت اِس ریگولیشن کو نیک نیتی سے نافذ کر دے تو اس سے لوگوں کو انصاف میسر آئے گا اور اِس کے اثرات واضح طور پر محسوس کئے جائیں گے۔ حقیقت میں سیکولر دانشور طبقہ پر یہ خوف مسلط ہے کہ سوات میں سستا اور فوری انصاف کا حصول اِس نظام کو ملک کے باقی حصہ میں مقبول نہ بنا دے جس سے مراعات یافتہ طبقہ متاثر ہو۔

یہ کہہ کر کہ ”فوج نے بھی فاٹا اور سوات میں کوئی حوصلہ افزا کارکردگی نہیں دکھائی“ فوجی آپریشن اور سخت پالیسی اپنانے کی تائید کسی طور ہمارے لئے مفید نہیں۔ یہ امریکہ کا مطالبہ ہے۔ وہ روزِ اوّل سے ڈائیلاگ کا مخالف رہا ہے۔ ہم نے جب بھی کوئی معاہدہ کیا، اُس نے اِسے سبوتاژ کیا۔ اُس نے سوات معاہدہ کی تو بہت سخت مخالفت کی ہے۔ وہ تو شریعت کی مخالفت اور پاکستان میں انتشار اور خانہ جنگی چاہتا ہے۔ وہ طالبان کا ہوا کھڑا کر کے اور فوج کی ناکامی کا تاثر دے کر ہمارے ایٹمی پروگرام پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اِسی لئے آئے روز امریکی حکام اور میڈیا کی جانب سے یہ باتیں کہی جاتی ہیں کہ طالبان اسلام آباد سے 60 میل کے فاصلے پر پہنچ آئے ہیں۔ اِس سلسلہ میں حال ہی میں امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ ہیلری کلنٹن نے فاکس نیوز کے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر حکومت پاکستان طالبان کی اسلام آباد کی طرف پیش قدمی نہ روک سکی تو ایٹمی اثاثوں کی چابی اُن کے ہاتھ میں آ جائے گی۔ امریکی جریدہ ٹائم کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں افراتفری، خلفشار اور ملک ٹوٹنے کی صورت میں امریکی فوج تیاری کر چکی ہے کہ وہ پاکستان میں داخل ہو کر تمام ایٹمی اثاثے ”محفوظ“ کر لے۔ ملک کو درپیش ان خطرات کے تناظر میں فوجی آپریشن کی کسی بھی صورت حمایت نہیں کی جا سکتی۔ فوجی آپریشن سے مسئلہ حل نہیں ہو گا اور زیادہ خرابی پیدا ہونے کا خدشہ ہے، جس سے خدانخواستہ دشمن فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ صحیح ہے جو عناصر طالبان کا نام استعمال کر کے ملک میں عدم استحکام پیدا کرنا چاہتے ہیں اور جنہیں درحقیقت امریکہ، بھارت اور اسرائیل کی حمایت حاصل ہے اور ان کی طرف اسلحہ مل رہا ہے، اُن کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ چاہیے کہ انہیں گرفتار کر کے اُن کو کڑی سزا دی جائے، لیکن اُن کی آڑ میں ہنستی کھیلتی بستیوں پر گولہ باری دانشمندی نہیں۔ اس سے محبِ وطن لوگوں کے دلوں میں سماج سے نفرت اور انتقام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر محترم کالم نگار بونیر یا کسی اور علاقے میں طالبان کی پیش قدمی کو جواز بنا کر سوات معاہدے کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو یہ ملک کو تباہی کے راستے پر ڈالنے والی بات ہے۔

جناب ایاز امیر نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ ”قیادت کا فقدان ہی ہمارا بنیادی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی تاریخ اِس امر کی گواہ ہے کہ ہمیں اِس سے قبل ہمیں قیادت کی اِس قدر اشد ضرورت کبھی بھی نہیں پڑی تھی جو قوم کا بکھرا شیرازہ سمیٹ کر اُسے یکجان ویکسو کر دے اور اُسے منزل کی طلب میں عمل پر آمادہ کرے“۔ بلاشبہ قیامِ پاکستان کے بعد ہمیں صحیح قیادت میسر نہیں آ سکی جو ملک کو اس کی اصل منزل سے ہمکنار کرتی، لیکن میرا خیال ہے کہ بنیادی مسئلہ قیادت کا نہیں اُس ظالمانہ نظام کا ہے جس نے لوگوں کے لئے زندگی عذاب بنا دی ہے۔ جس نظام نے وسائل دولت پر ایک مخصوص طبقہ کی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ اُسی طبقہ کے لئے تمام آسائشیں، سہولتیں اور مراعات ہیں۔ ہر قسم کے اختیارات ہیں، اعلیٰ عہدے ہیں۔ یہ طبقہ ملک کو لوٹتا ہے، قانون کی دھجیاں اڑاتا ہے، اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے اور خلقِ خدا پر ظلم ڈھاتا ہے...... لیکن کوئی احتساب بیورو اسے لگام نہیں ڈال سکتا۔ کوئی عدلیہ اُس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ عوام کا حال یہ ہے کہ وہ معاشی مشکلات، سماجی ناانصافی اور تھانہ کچہری کے پیچیدہ اور تکلیف دہ سسٹم اور جاگیرداری، وڈیرہ شاہی اور سرداری نظام کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ اُن کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اُن کے لئے دو وقت کی روٹی کا حصول اس قدر دشوار بنا دیا گیا ہے کہ حالات کے جبر سے تنگ آ کر اور زندگی پر موت کو ترجیح دے کر وہ خودکشی کر لیتے ہیں۔ عدالتیں انہیں انصاف فراہم نہیں کرتیں۔ تھانوں اور جیلوں میں اُن کے ساتھ بدسلوکی ہوتی ہے۔ اچھے اور معیاری تعلیمی اداروں کے دروازے اُن کے بچوں پر بند ہیں۔ معاشی، سماجی مسائل میں گھری اِس بدنصیب قوم کے زخموں کا علاج یہ نہیں کہ چہرے پر غازہ مل کر آئے روز نئے نئے لوگ آتے رہیں، قوم کے درد کے دعوے کریں اور اپنی سیاست چمکائیں، بلکہ اِس قوم کے ساتھ ہمدردی، اس ملک کے ساتھ وفاداری اور اِس معاشرے کے ساتھ سب سے بڑا انصاف یہ ہے کہ اُسے ظالمانہ نظام سے چھٹکارا دلایا جائے اور استحصالی نظام کا خاتمہ کر کے ملک میں آئین، نظریۂ پاکستان اور بانیانِ پاکستان کے وژن کے مطابق وہ عادلانہ نظام نافذ کر دیا جائے جس میں ایک عام شہری بھی اپنے حکمران سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا تھا کہ آپ کو سرکاری خزانے سے جو چادر ملی تھی، اُس سے تو آپ کا کرتہ بھی نہیں بن سکتا تھا، آپ نے سوٹ کیسے سلوا لیا۔ جس نظام میں سربراہ مملکت پوری عدلیہ کو معطل نہیں کرتا تھا، بلکہ عدلیہ کو یہ مکمل اختیار ہوتا تھا کہ وہ خلیفہ کو عام شہری کی طرح طلب کرتی تھی اور اُسے بغیر انا کا مسئلہ بنائے عدالت میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ بلاشبہ پاکستان معجزے کا منتظر ہے، لیکن یہ معجزہ اِس نظام کے بپا ہونے کا معجزہ ہے۔ قیادت نہیں، یہ نظام قوم کا بکھرا ہوا شیرازہ سمیٹ کر اُسے یکجان اور یکسو کر سکتا ہے۔ یہی ہماری منزل ہے۔ اِس کے بغیر مسائل حل نہیں ہوں گے۔ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے زیارت ریذیڈنسی میں بسترِ مرگ پر اپنے ذاتی معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ سے کہا تھا: ”تم جانتے ہو، جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے۔ یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا نہیں کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اِسے خلافتِ راشدہ کا نمونہ بنائیں، تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔ پاکستان میں سب کچھ ہے۔ اِس کی پہاڑیوں، ریگستانوں اور میدانوں میں نباتات بھی ہیں اور معدنیات بھی۔ انہیں تسخیر کرنا پاکستانی قوم کا فرض ہے۔ قومیں نیک نیتی، دیانتداری، اچھے اعمال اور نظم وضبط سے بنتی ہیں اور اخلاقی برائیوں، منافقت، زر پرستی اور خود پسندی سے تباہ ہو جاتی ہیں۔“ (بحوالہ روزنامہ جنگ 11 ستمبر 1988ء)

چلو یوں ہی سہی!

اوریا مقبول جان

یوں لگتا ہے کہ ہم نے اُس وقت کو قریب کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے کہ جس کے خوف سے صاحبانِ نظر راتوں کو ہچکیوں میں ڈوبے اپنے مالک کے حضور دعائیں کر رہے تھے۔ اس مملکت خداداد پاکستان کے مظلوم و بے کس عوام کو اس خوفناک گھڑی سے نجات کے لئے استغفار کی تلقین کرتے تھے اور خود اللہ کے حضور گڑگڑاتے تھے کہ اس نا سمجھ، دنیا میں الجھی اور حکمرانوں کے اعمال کی ستائی ہوئی قوم پر رحم فرما، ان کی خطاؤں سے درگزر کر، ان کی ظلم پر خاموشی اور بے حسی کی انہیں سزا مت دے۔ لیکن جس قوم کے اربابِ اختیار اپنے فیصلے کرتے ہوئے اس بات کو سامنے رکھیں کہ ہماری پھیلی ہوئی بدنصیب جھولی میں کتنی خیرات آتی ہے، ہمیں اقتدار کی کرسی پر ایک عالمی طاقت کتنی دیر براجمان رکھتی ہے، ہم نے ان کے خلاف کھڑے ہونے کا سوچ لیا تو ہماری اولادیں ان کے تعلیمی اداروں میں تعلیم کیسے حاصل کریں گی، ہمارے بچوں کی امریکہ، برطانیہ اور یورپ میں لگی بندھی نوکریاں ختم ہو جائیں گی، ہم وہ سب سامانِ تعیش کیسے حاصل کریں گے، جس سے ہمارے بڑے بڑے محل آسودہ ہوتے ہیں، جو پیسہ ہم نے اس ملک سے لوٹا ہے اور اس سے ان ملکوں میں جائیدادوں کی جنت بنائی ہے، وہ سب تباہ ہو جائے گی۔ جب ہماری سول سوسائٹی کے نام نہاد دانشور اس امید پر سخت ایکشن، حکومت کی رٹ اور خوفناک انجام کی باتیں کرنے لگیں کہ کل کو جو ڈیڑھ ارب ڈالر امریکی امداد آنی ہے، اس میں کس این جی او کو، کون سی انسانی حقوق کی تنظیم کو اور کس عالمی ایجنڈے کے علمبردار ادارے کو کتنا حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ یہ ڈیڑھ ارب ڈالر حکومت کو نہیں بلکہ نام نہاد پرائیویٹ سیکٹر کو ملنا ہے جو امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے ویسے تعلیمی ادارے، رفاہی مراکز اور رائے عامہ ہموار کرنے کی سرگرمیاں جاری رکھ سکے۔ ایسے میں جس کو چاہے، جیسا چاہے بنا کر پیش کر دو اور پھر بندوق کی نالی، ٹینک کے گولے اور آسمانوں سے برستے بموں سے انسانوں کے جسم کے پرخچے اڑا دو۔ صرف چند دن کے اندر یہ سب ایسے بدل جائیں گے، یہ کس کو یقین تھا۔ وہ جو سب کے سب امن معاہدے کے گن گا رہے تھے، کہہ رہے تھے، یہ سب ہم نے اس لئے کیا کہ انسانی جانوں کو بچایا جائے، خانہ جنگی سے بچا جائے، لوگوں کو امن دیا جائے، صرف ایک ہفتے کے اندر صوفی محمد کی سادہ لوح تقریر پر ایسے برہم ہوئے کہ اسے پاکستان کی سالمیت کے خلاف سب سے بڑا خطرہ بتانے لگے۔ وہ میڈیا جس نے کبھی پاکستان کے بہت سے سیاسی لیڈروں کی وہ تقریریں نشر کرنے کی جرأت نہیں کی جو پاکستان کے وجود کے خلاف

> عذاب سے لڑنا ہو تو اپنے لوگوں کو انصاف، امن اور سکون دیا جاتا ہے، عذاب خود بخود ٹل جاتا ہے، لیکن ہم تو مقابلے کی ٹھان بیٹھے ہیں

تھیں۔ ایک لیڈر نے تو بھارت میں کھڑے ہو کر اس ملک کے وجود کی نفی کی۔ کیا آئین پاکستان کے خلاف یہ بیان پہلی دفعہ دیا گیا، کیا عدالتوں کو تسلیم نہ کرنے کی روایت یا ان کو صحیح عدالت نہ کہنے کی روایت پہلی دفعہ اس ملک میں ڈالی گئی۔ کسی نے کنگرو کورٹ کہا تو کوئی پی سی او کورٹ کہتا رہا، ایک طبقہ پی سی او پر حلف کو جائز کہتا تھا، آئین کے مطابق۔ اور مدتوں ان عدالتوں کا اس ملک پر راج رہا جو آمروں سے وفاداری کا حلف اٹھاتی تھیں اور پھر ایک جم غفیر نے ان عدالتوں کو پاؤں تلے روند ڈالا، یہ پاؤں تلے روندنے والے، یہ بندوق اٹھانے والے، یہ لٹھ مار، یہ طاقت کے زور پر اپنے مطالبات تسلیم کروانے والے کب اور کیسے پیدا ہوتے ہیں، لوگ اپنی جان ہتھیلی پر لے کر کیوں نکلتے ہیں۔ تاریخ اس کی مثالیں بار بار دیتی ہے لیکن کسی قوم پر بدقسمتی کا عالم اسی وقت طاری ہوتا ہے جب وہ تاریخ کی ان مثالوں کے باوجود نہ سنبھلتی ہے اور نہ سبق لیتی ہے، بس اپنے دردناک انجام کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے۔ تاریخ اس لٹھ ماری اور طاقت کے استعمال کو پاگان ازم (PAGANISM) کا نام دیتی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جب قانون اقلیتی قوت کے آگے سر جھکا دیتا ہے، روم میں نیرو اور کموڈس کے بعد کے بادشاہوں نے جب پورے معاشرے میں اخلاقی اقدار کا جنازہ نکال دیا، لوگ بھوک اور افلاس سے مرنے لگے، انصاف صرف مراعات یافتہ طبقوں کی جاگیر بن گیا تو وہ عیسائیت جو اس ملک میں اجنبی تھی، جسے ایک عیسائی صوفیوں کا چھوٹا سا گروہ اپنے تک محدود رکھے ہوئے تھا۔ اس زمانے میں صلیب ابھی ان کا نشان نہیں بنی تھی بلکہ وہ ایک خاص قسم کا ستارہ نما نشان لے کر چلتے تھے۔ لوگ ان عیسائیوں کو اپنا نجات دہندہ تصور کرنے لگے، اور پھر ایک دن بادشاہ کانسٹنٹین کو جب جنگوں میں فتح حاصل نہیں ہو رہی تھی تو اسے اس عیسائی گروہ کی حمایت کی ضرورت آ پڑی۔ اس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں عیسائیت کا ستارہ نما نشان آسمان پر دیکھا ہے اور وہ عیسائی ہو گیا اور یوں ایک اقلیت پورے روم پر مسلط ہو گئی، جس نے وہاں کے ماحول میں شائستگی کو قائم کیا۔ برہنہ دوڑوں، کھیلوں کے درمیان حسیناؤں کو پہلوانوں کے ہاتھوں کھیل کے طور پر جنسی زیادتی کو ختم کیا۔ عام آدمی جو اخلاقیات لٹ جانے کے خوف میں مبتلا تھا، اسے شرافت سے جینے کا موقع فراہم کیا اور انصاف کو عام کیا۔ نشاۃ ثانیہ کے دور میں جب یورپ کی حکومتوں میں کرائے کے فوجیوں کے ذریعے تشدد عام ہوا اور کھلے عام شہوانیت کا دور دورہ شروع ہوا تو اس کا نتیجہ کلیسا کی طہارت، صفائی اور لٹھ ماروں کے گروہوں کے ذریعے اخلاقی اقدار کے نفاذ کا موسم آیا۔ ملکہ ایلزبتھ اول کے دور میں جب انگلستان ایک بے خطر جنسی تلذذ اور بے راہ روی کا شکار ہوا، انصاف معاشرے سے غائب ہو گیا تو کرام ویل کے زمانے سے کٹر مذہبیت کی اقلیت کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ جارج چہارم کے نشاط پرست رویے نے وکٹوریہ دور کے انگلینڈ کو جنم دیا، جسے مدتوں لکھنے والے کٹر مذہبیت (PURITAN) کا نام دیتے ہیں۔ یہ لٹھ مار، یہ بندوق اٹھانے والے، یہ جتھے بردار انقلاب فرانس کے دس سالوں میں یوں دندناتے رہے کہ امن قائم کرنا بھی ان کی ذمہ داری اور انصاف دینا بھی۔ چوراہوں میں عدالتیں لگتیں

اور وہیں مجرموں کو تیز دھار آلے کے نیچے ذبح کرایا جاتا۔ لیکن سب کو علم ہے کہ یہ گروہ کس طرح پیدا ہوئے، ان کے محرکات کیا تھے، کیسے عوام کے حقوق کا تمسخر اڑا دیا گیا، انھیں انصاف سے محروم کیا گیا اور تحفے میں بھوک عطا کی گئی۔
تاریخ کی بات تو شاید کسی کے دماغ میں دیر سے آئے، اپنے ملک میں اردگرد دیکھ لیں۔ ایک شخص جو کسی عدالت میں اپنی جائیداد کا مقدمہ لے کر جاتا ہے، سالوں ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھٹکتا رہتا ہے تو وہ اکثر تین راستوں پر عمل کرتا ہے: خاموش ہو کر بیٹھ جاتا ہے لیکن دل میں نفرت لئے ہوئے۔ علاقے کے کسی بااثر شخص سے، جس کے پاس طاقت ہوتی ہے، درخواست کرتا ہے کہ حق پر میرا فیصلہ کرادو۔ وہ بااثر شخص جس کی پشت پر بندوق والوں اور لٹھ برداروں کی طاقت ہوتی ہے، دونوں کو بلا کر فیصلہ کرواتا ہے اور اس فیصلے پر عمل درآمد بھی کرواتا ہے۔ یا پھر وہ کسی بدمعاش، مفرور، اچکے اور لٹیرے کے پاس جا کر کہتا ہے کہ میری مدد کرو اور اس کا ایک فون ایک غریب آدمی کو اس کا حق دلا دیتا ہے۔ کیا ایسا ہماری قوم کے ہر شہر، ہر قصبے اور ہر گاؤں میں نہیں ہو رہا۔ سٹے آڈروں کی رفتار سے تنگ آتی ہوئی خلق خدا، وکیلوں کی پیشیاں حاصل کرنے کی عادتوں سے گھبراتے ہوئے لوگ، ایک عدالت سے دوسری عدالت میں دھکے کھاتے، دربدر ہوتے، بدمعاشوں، لٹیروں، سیاسی پشت پناہوں اور قبضہ گروپوں کے ہاتھوں روتے بلکتے انسان انہی راستوں میں سے کوئی ایک راستہ ضرور اختیار کرتے ہیں لیکن وہ جو خاموش ہو جاتے ہیں ان کے دلوں میں جو طوفان ہوتا ہے، ان کی آنکھوں میں جو آنسو ہوتے ہیں، ان کی زبان پر جو بددعائیں ہوتی ہیں، ان کی ہچکیوں میں جو غصہ ہوتا ہے، وہ صرف یہ کہ اے اللہ کوئی ایسا بھیج جو ان ظالموں سے، انصاف بیچ کھانے والوں سے، قبضہ گروپوں اور لیٹروں سے نجات دے، جو ان پر عذاب بن کر مسلط ہو۔ اس عذاب سے نجات کی تو سب دعا کرتے تھے لیکن شاید ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم اس عذاب سے لڑیں گے۔ عذاب سے لڑنا ہو تو اپنے لوگوں کو انصاف، امن اور سکون دیا جاتا ہے، عذاب خود بخود ٹل جاتا ہے، لیکن ہم تو مقابلے کی ٹھان بیٹھے ہیں، چلو یوں ہی سہی، زلزلے سے تو وہ ڈریں جن کے محل اور مکان ہیں، عوام تو خانہ بدوش ہیں، ان کے پاس تو کھونے کے لئے کچھ نہیں، سروں کی فصل کٹتی ہے تو وہی سر کٹتے ہیں جو پکے ہوئے خربوزے کی طرح اکڑے ہوتے ہیں۔ جھکے ہوئے، عاجز، ذلتوں کے مارے سروں پر آفت نہیں آتی۔ (بشکریہ روزنامہ "ایکسپریس")

اعلان برائے داخلہ خصوصی سہ ماہی کورس

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام
دینی و عصری علوم کی منفرد دانش گاہ

کلیۃ القرآن (قرآن کالج) لاہور

میں ان طلبہ کے لئے

جو مڈل کے امتحان سے فارغ ہو چکے ہیں، ایک خصوصی سہ ماہی کورس کا اہتمام کیا گیا ہے، تاکہ یہ طلبہ **کلیۃ القرآن** میں درجہ اولیٰ اور 9th کلاس میں داخلے کے مطلوبہ معیار پر پورے اتر سکیں۔

نشستیں محدود ہیں

خصوصی کورس میں داخلہ "پہلے آیئے، پہلے پایئے" کی بنیاد پر ہوگا۔

نصاب

درجہ اولیٰ اور 9th کلاس کی تیاری کے لئے مندرجہ ذیل مضامین کی تدریس ہوگی:

① تجوید القرآن ② عربی زبان ③ فارسی زبان ④ اردو
⑤ انگلش ⑥ نحو ⑦ صرف ⑧ خصوصی تربیتی لیکچرز

کلاسز کا آغاز 15 جمادی الاوّل بمطابق 11 مئی 2009ء سے ہوگا۔

ہاسٹل میں رہائش کی سہولت موجود ہے

برائے رابطہ:
کلیۃ القرآن (قرآن کالج) 191 اتاترک بلاک، نیو گارڈن، لاہور۔ فون: 5833637
ذیلی دفتر: قرآن اکیڈمی، 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 5869501-03

توجہ طلب

"گلستان" سے ماخوذ ایک عجیب حکایت

یہ حقیقت ہے کہ تھوڑا سا ظلم اور معمولی سی ناانصافی بڑے بڑے ظلم اور ناانصافیوں کے دروازے کھول دیتی ہے۔
سعدی شیرازی "گلستان" میں بڑی عجیب حکایت نقل کرتے ہیں، کہتے ہیں:

"نوشیرواں بادشاہ کے لیے کسی شکارگاہ میں ایک شکار سے کباب بنائے جا رہے تھے اور نمک موجود نہ تھا۔ بادشاہ نے اپنے کسی نوکر کو قریب ترین گاؤں کی طرف دوڑایا، تاکہ نمک لے آئے اور اسے تاکید کی کہ معمولی نمک بھی قیمتاً لائے اس لیے کہ مفت کے حصول کی رسم بد نہ چل پڑے، اس طرح گاؤں ویران ہوتا رہے۔ لوگوں نے کہا، بھلا اس قدر کم مقدار سے کیا خلل ہوگا؟ نوشیرواں نے جواب میں کیا عمدہ جملہ کہا:

"بنیاد ظلم اندر جہاں اوّل اندرک بودہ است وہر کس کہ آمد برآن مزید کرد تا بدیں غایت رسید"

"اس دنیا میں ظلم کی بنیاد ابتدا میں معمولی سی تھی اور ہر آنے والے (ظالم) نے اس میں اضافہ ہی کیا اور وہ بڑھ کر کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا۔"

اسلام دنیا میں ظلم مٹا کر انصاف کی حکمرانی قائم کرنا چاہتا ہے۔ خلیفۃ المسلمین (صدر ریاست) کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو انصاف فراہم کرے۔ ہمارے مصائب و آلام اور دکھوں سے نجات کی واحد صورت یہ ہے کہ اسلامی نظام کو اپنائیں

قصور، کھڈیاں میں سہ روزہ دعوتی تربیتی پروگرام

12 مارچ 2009ء کو مرکزی شعبہ دعوت کے زیر اہتمام نائب ناظم دعوت عاطف عماد کی امارت میں نوید احمد شیخ کی تجویز پر حلقہ لاہور کے 13 رفقاء کا قافلہ قصور پہنچا۔ غلہ منڈی کے شیخ انیس قصوری نے قافلہ کی مشروب سے تواضع کی۔ انہوں نے دو دن بعد، بعد نماز مغرب مسجد میں بیان کے سلسلہ میں تعاون کا وعدہ کیا۔ مغرب سے پہلے تین رفقاء نے پوری منڈی میں گشت کیا۔ راقم الحروف نے فکری گفتگو کی اور باقی قافلہ مسجد انوار التوحید اذا اللیانی قصور پہنچا اور وہیں 14 مارچ تک قیام وطعام رہا۔

14,13 مارچ 2009ء کو امیر حلقہ لاہور جناب محمد جہانگیر اور ناظم مرکزی شعبہ دعوت و تربیت جناب رحمت اللہ بٹر بھی قافلہ میں شامل ہو گئے۔ خطبۂ جمعہ جناب بٹر صاحب نے جامع مسجد عائشہ جماعت پورہ محمد نگر میں دیا، جبکہ 4 خطابات مسجد اہلحدیث فریدیہ اور مسجد انوار التوحید میں ہوئے جو بعد از نماز عصر اور مغرب تھے۔ عاطف عماد کا درس مسجد انوار التوحید اور اس کے علاوہ مسجد مولوی عبدالغفور کوچہ ادریس قرنی نیا بازار میں بعد نماز عصر ہوتا رہا۔ نوجوان طالب علم حسان ادریس نے مسجد میاں محمد اکبر سرکلر روڈ میں اپنے جوشِ خطابت اور مخصوص انداز سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ عبدالعزیز نے دو دن بعد از مغرب چوک شہیداں میں خطاب کیا۔ بعد نماز فجر مسجد عائشہ میں چودھری رحمت اللہ بٹر کا خطاب ہوا، جسے حاضرین نے بہت پسند کیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہاں ماہانہ درس رکھا جائے، جس کے اہتمام کی ذمہ داری منفرد رفیق محمد حامد محمود، حاجی رحمت علی اور خطیب مسجد طٰذا جناب محمد ارشد قریشی نے لی۔ علاوہ ازیں بریلوی مکتب فکر کی مسجد میں عاطف عماد کا سیرت النبی ﷺ پر خطاب ہوا، جسے حاضرین نے توجہ سے سماعت کیا، مگر 40 منٹ بعد تقریر رکوا دیا گیا۔ اس کے بعد موضع کھڈیاں میں فلاحی ماڈل ہائی سکول میں جناب شیر محمد قصوری ہیڈ ماسٹر سکول طٰذا کی صدارت میں اساتذہ اور طلبہ کی نشست ہوئی، جس سے عاطف عماد نے اور اُس کے بعد گرلز شریعہ اکیڈمی (جس کے بانی مولانا خلیل احمد حامدیؒ ہیں) میں اسٹاف و طالبات سے راقم نے خطاب کیا۔ اس سے پہلے کھڈیاں سے منفرد رفیق رضوان احمد سے بھی ملاقات کی گئی۔ وہاں سے واپسی مسجد انوار التوحید میں ہوئی۔ آخری خطاب بٹر صاحب کا ہوا، اور قافلہ کی واپسی ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مہم کو قبول فرمائے۔ اس دوران جو کمی کوتاہی ہوئی، اُسے معاف فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: محمد بن عبدالرشید رحمانی)

تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی نشست

مارچ کے تیسرے ہفتے میں تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور نے مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں ایک تربیتی نشست کا اہتمام کیا۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے ایک دن قبل قریبی مساجد میں نماز جمعہ کے بعد پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ نیز بروز ہفتہ بعد از نماز عصر قریبی بازاروں میں نقباء نے رفقاء کے ہمراہ گشت کیا اور لوگوں کو اس نشست میں شرکت کی دعوت دی۔

ماہانہ نشست کا آغاز نماز عشاء کے بعد امام مسجد قرآن اکیڈمی محترم قاری احمد ہاشمی کی تلاوت سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ التوبہ کی چند آیات سے حاضرین کے ایمان کو تازہ کیا۔ اس کے بعد جامعہ پنجاب شیخ زید اسلامک سنٹر کے استاد ڈاکٹر عبداللہ کو 'امر بالمعروف و نہی عن المنکر' کے موضوع پر خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے شرکاء پر واضح کیا کہ معروف و منکر کا معیار وحی ربانی ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہے۔ انہوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سب سے نچلے درجے یعنی برائی سے دل سے نفرت کرنے پر خصوصی زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ ایمان کا کم از کم درجہ ہے کہ منکر سے نفرت کی جائے۔ نہی عن المنکر کا بلند تر درجہ یہ ہے کہ نہ صرف خود برائی سے بچا جائے بلکہ اپنے دائرہ اثر میں موجود افراد کو بھی اس سے بچایا جائے۔ اس کے بعد شرکاء کو مختلف گروپوں میں بانٹا گیا اور ہر گروپ میں "سلام کی اہمیت اور آداب" پر مذاکرہ ہوا۔ "کھانے کے آداب" کی مختصر یاددہانی کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد محترم نور الوریٰ نے سونے کے آداب بیان کیے، اور یوں رات کی نشست اختتام پذیر ہوئی۔

رات کے آخری پہر تمام رفقاء و احباب کو تہجد کے لئے جگایا گیا۔ فجر کی نماز تک سب شرکاء نوافل، تلاوت اور دیگر اذکار میں مشغول رہے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد جامعہ اشرفیہ کے استاد شیخ الحدیث مولانا یوسف خان نے 'حسد' کے موضوع پر مختصر مگر جامع وعظ فرمایا۔ انہوں نے حسد کی شناعت، اسباب اور اس کے علاج کے طریقوں سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں جناب اواب احمد نے "دعوتِ دین کے حوالے سے سیرتِ نبویؐ کی رہنمائی" کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخر میں باہمی مشورہ ہوا اور اس پروگرام کو بہتر بنانے کے لیے شرکاء کی تجاویز لی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس مجلس کا اختتام ہوا۔ صبح کی اس نشست میں تقریباً 70 افراد نے شرکت کی، جبکہ رات کی نشست میں لگ بھگ ڈیڑھ سو افراد شریک ہوئے۔ (رپورٹ: حامد سجاد)

تنظیم اسلامی ملتان کے تحت ایک روزہ پروگرام

29 مارچ 2009ء کو تنظیم اسلامی ملتان کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی ملتان میں ایک روزہ پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز منور حسین کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ الواقعہ کا درس دیا۔ امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے ایک روزہ پروگرام کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ رفقاء میں تنظیم کی فکر تازہ اور پختہ ہو جائے۔ فکر پختہ ہو تو اندازِ بیاں میں بھی چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسرہ جلیل آباد کے نقیب شیراز اختر نے "راہِ نجات" پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العصر میں مختصر مگر جامع لوازمِ نجات بتا دیے ہیں، جن کو پورا کر کے انسان بہت بڑے خسارے سے بچ سکے گا۔ محمد سلیم صدیقی نے دین اور مذہب میں فرق پر گفتگو کی۔ اس کے بعد بزرگ ساتھی جناب راؤ عمر فاروق نے "عبادتِ رب" کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ بندگی ہمارا مقصدِ زندگی ہے۔ آخرت کی نجات اِسی پر موقوف ہے۔ "شہادت علی الناس کا فریضہ" پر پروفیسر مرزا قمر رئیس نے گفتگو کی، جو رفقاء نے بہت پسند کی۔ ڈاکٹر ارسلان نواز نے قرآن و حدیث کی روشنی میں دینی فرائض کا جامع تصور بیان کیا۔ رجب علی نے جماعتی زندگی میں اجتماعیت کی اہمیت اور اس کے لئے بیعت کے تقاضے رفقاء کے سامنے پیش کیے۔ یہ پروگرام 12 بجے تک جاری رہا۔ آخر میں ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب یہاں صرف اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کے مقصد کی خاطر جمع ہوئے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں دینی فرائض کی انجام دہی کے لئے تنظیم کا پلیٹ فارم مہیا کیا۔

(رپورٹ: ناصر انیس خان)

انجمن خدام القرآن ملتان کے زیر اہتمام ترجمہ تفسیر کلاس کا آغاز

انجمن خدام القرآن پنجاب ملتان کے زیر انتظام 30 مارچ 2009ء بعد نماز مغرب ترجمہ و تفسیر کلاس کا آغاز ہوا۔ اس کلاس کے لئے قبل ازیں شہر کے 20 مقامات پر بینرز لگائے گئے اور رفقاء تنظیم نے انفرادی رابطے بھی کیے۔ کلاس میں 70 احباب شریک ہو رہے ہیں۔ کلاس کا دورانیہ مغرب تا عشاء ہے، اور یہ ہفتے میں تین دن، پیر منگل اور بدھ کو ہوتی ہے۔

ناظم قرآن اکیڈمی جام عابد حسین ترجمہ و تفسیر قرآن بیان کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ انہی دنوں عربی گرائمر کی کلاس بھی لیتے ہیں جو بعد نماز عشاء ایک گھنٹہ جاری رہتی ہے۔ ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر اور صدر انجمن خدام القرآن ملتان قرآن حکیم کے منتخب نصاب کا درس دیتے ہیں۔ اس درس میں بھی تقریباً 70 افراد شریک ہوتے ہیں۔ ترجمہ و تفسیر کلاس اور منتخب نصاب کے دروس میں خواتین بھی شرکت کرتی ہیں۔ یہ تینوں پروگرام قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوتے ہیں۔ (رپورٹ: ناصر انیس خان)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے زیر اہتمام شب بیداری

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے زیر اہتمام 5 اور 6 اپریل 2009ء کی درمیانی شب، شب بیداری پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کی سعادت عدنان احمد مغل نے حاصل کی۔ بعدازاں نعت رسول مقبول پیش کی گئی۔ مقامی امیر تنظیم عبدالقدیر بٹ نے سورۃ الانعام کی چند آیات روشنی میں درس دیا۔ ان آیات میں ہمیں شرک، اولاد کے قتل ناحق، فواحش، یتیم کا مال کھانے اور ناپ تول میں کمی سے منع کیا گیا، اور والدین سے حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے، نیز ہدایت کی گئی ہے کہ لوگوں میں فیصلہ کرتے وقت عدل سے کام لیں، دین کے سیدھے راستے کی پیروی کریں اور ہمیشہ حق بات کہیں۔

پروفیسر کلیم انجم نے سیرت صحابہؓ کے سلسلے میں حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت بیان کی۔ آپؓ دوسرے خلیفہ راشد تھے۔ ہجری سن کی ابتدا آپؓ ہی کے دور میں ہوئی۔ آپؓ نے لاوارثوں کے وظائف مقرر فرمائے، مردم شماری کروائی۔ انتظامی امور پر خصوصی توجہ دی۔ آپؓ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے: "اگر ایک عمر اور پیدا ہو جاتے تو دنیا میں سوائے اسلام کے اور کوئی دین نہ ہوتا۔"

نماز عشاء کے بعد "ایمان اور عمل صالح کا باہمی تعلق" کے موضوع پر بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب کی ایک ویڈیو دکھائی گئی۔ اس کے بعد کھانا ہوا۔ بعدازاں اکرام الحق نے فرائض دینی کے جامع تصور پر بات کی۔ عدنان احمد مغل نے "انانیت" کو موضوع گفتگو بنایا۔ جناب عادل قریشی جن کا تعلق تنظیم اسلامی سیالکوٹ شمالی سے ہے اور مرکزی شوریٰ کے رکن بھی ہیں، نے مذاکرہ کرایا۔ انہوں نے "حالات حاضرہ اور فکر تنظیم" کے حوالے سے بہت دلچسپ انداز میں مذاکرہ کروایا، اور رفقاء پر واضح کیا کہ الحمدللہ، تنظیم جو فکر اپنے پہلے دن سے لے کر چل رہی، اسی پر کاربند ہے۔ رات گیارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہو گیا۔ (رپورٹ: اعجاز عنصر)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ "مرکز حلقہ پنجاب شمالی، 1-31 فیض آباد ہاؤسنگ سوسائٹیز، فلائی اوور برج، I-8/4"

میں 10 مئی بروز اتوار نماز عصر تا 16 مئی 09ء بروز ہفتہ نماز ظہر تک

مبتدی تربیت گاہ

کا آغاز ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: (راجہ محمد اصغر: 0333-5382262)

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ:

042-6316638-6366638 0333-4311226

امتِ مسلمہ کے نام علامہ اقبال کا اہم ترین پیغام

شکوہ، جوابِ شکوہ

کی نہایت آسان اور پُر اثر تشریح

از: محمد یوسف صدیقی

امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید صاحب

کے کلماتِ تحسین کے ساتھ منظر عام پر آ چکی ہے۔

☆ معیاری کمپوزنگ ☆ عمدہ طباعت

☆ 84 صفحات ☆ قیمت: 60 روپے

شائع کردہ: تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی

نزد لیاقت لائبریری، M.S.Traders ٹائر شاپ کے اوپر،

اسٹیڈیم روڈ، کراچی۔ فون: 021-8320947

کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد کے لیے

بنیادی دینی علوم سے آگاہی کا موقع

الحمدللہ، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے شعبۂ تدریس کے زیر اہتمام

فہم دین کورس

11 مئی 2009ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ (ان شاء اللہ)

مضامین

☆ ابتدائی عربی گرائمر ☆ تجوید و قراءت (ناظرہ قرآن مجید)

☆ نماز و ادعیہ ماثورہ کا ترجمہ و حفظ ☆ ترجمہ قرآن مجید

☆ دین کے بنیادی موضوعات پر لیکچر

دورانیہ: 3 ماہ ...... **اوقات تدریس:** مغرب تا عشاء

(سوموار تا جمعرات)

داخلے کے خواہش مند حضرات

قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

کے استقبالیہ سے داخلہ فارم حاصل کر کے وہیں جمع کرا دیں

فون: 3-5869501، ای میل: Email:irts@tanzeem.org